جامعہ مدنیہ (جدید) کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلّہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدّث کبیر حضرت مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ

ستمبر ۲۰۰۱ء

جمادی الاخریٰ ۱۴۲۲ھ

ماهنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۹ | جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ ۔ ستمبر ۲۰۰۱ء | شمارہ : ۹

مدیر اعلیٰ
سید محمود میاں
مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے ــــــ سالانہ	۱۵۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی ــــــ	۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش ــــــ	۶ امریکی ڈالر
امریکہ، افریقہ ــــــ	۱۶ ڈالر
برطانیہ ــــــ	۲۰ ڈالر

اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ــــــ سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہو گئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ــــــ ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کیلئے

دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

پوسٹ کوڈ: ۵۴۰۰۰ موبائل: ۰۳۳۳-۴۲۴۹۳۰۱

فون: ۲۰۰۵۷۷ فون/فیکس: ۹۲-۴۲-۷۷۲۶۷۰۲

mail jamiamadaniajadeed@hotmail.com

سید رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اِس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت مولانا سید حامد میاںؒ صاحب	۵
ردِّ عیسائیت کورس		۱۴
دینی مسائل		۲۵
خطبہ صدارت	حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی صاحب	۲۷
دارالافتاء	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۳۹
تحریک احمدیت		۴۱
فہمِ حدیث	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۴۷
خطرناک تعبیر	مولانا عطا الرحمٰن صاحب	۴۸
حاصل مطالعہ	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۰
بزمِ قارئین		۵۷
تبصرہ	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۸
وفیات		۶۰
اخبار و احوال		۶۳

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہ خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔ امابعد!

پہلے عالمِ اسلام کے خلاف عالمِ کُفر کی سازشوں اور خوفناک عملی اقدامات اخباری خبروں کی روشنی میں سرسری طور پر ملاحظہ فرمائیں۔

○ روزنامہ جنگ یکم اگست : طالبان کے خلاف پابندیوں پر عملدرآمد کرانے کے لیے اقوامِ متّحدہ کی ٹیمیں پاکستان میں تعینات ہوں گی۔ فیصلہ خودمختاری میں مداخلت ہے لیکن عمل کریں گے۔ پاکستان سلامتی کونسل کی اتّفاق رائے سے قرارداد، افغانستان جانے والا اسلحہ، کالے دھن اور منشیات کی آمدورفت پر بھی نگاہ رکھی جائے گی۔ اقوامِ متحدہ کی ٹیمیں نقل وحرکت میں بھی آزاد ہوں گی۔(پاکستانی افسر)۔

○ روزنامہ جنگ ۱۱ر اگست : فلسطینی ہیڈکوارٹرز پر اسرائیلی قبضہ صیہونی پرچم لہرادیا گیا۔ ہیڈکوارٹر پر مستقل قبضہ رکھیں گے۔ وزیرِ اعظم شیرون، نمازِ جمعہ پر مسجد اقصٰی میں صرف مقامی فلسطینیوں کو جانے کی اجازت۔

○ روزنامہ جنگ ۲۰ر اگست : چین نے سرحدی صُوبہ سنکیانگ میں بڑے پیمانے پر ۱۰روزہ جنگی مشقیں کی ہیں واشنگٹن پوسٹ نے دعوٰی کیا ہے مشقیں اس بات کا اشارہ ہیں کہ چینی حکومت سنکیانگ کے مُسلمانوں سے نرم رویّہ ترک کر کے سختی سے دباؤ ڈالنا چاہتی ہے۔

○ روزنامہ جنگ ۲۱ راگست : جہادی تنظیموں کے چندہ جمع کرنے اور اشتہاری بورڈ لگانے پر پابندی۔ چندے کے بکس عوامی مقامات پر لگانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ . . . . حکم کی خلاف ورزی پر مناسب کارروائی کی جائے گی۔ سیکرٹری داخلہ سندھ

عالمِ کُفر تو ہمیشہ سے اسلام اور مُسلمانوں کا دُشمن رہا ہی ہے اسلام و کُفر کبھی بھی ایک راہ کے راہی نہیں رہے اور نہ رہ سکتے ہیں۔ دُنیا خیر و شر کے معرکہ کا میدان ہے اور یہ معرکہ دُنیا کے قیام سے لے کر اس کے اختتام تک جاری رہے گا، مگر افسوس اس بات کا ہے کہ کُفر کی یلغار کے خلاف مُسلم حکومتیں صف آرا ہونے کے بجائے جہادی تنظیموں کے خلاف پابندی لگارہی ہیں اُن کے بورڈ اتروائے جارہے ہیں، چندہ بکس ضبط کیے جارہے ہیں۔ اسی طرح دُنیائے کُفر کے مقابل تن تنہا کمربستہ طالبان کے خلاف عیسائی اور یہودیوں کی جانب سے ظالمانہ پابندیوں پر عمل درآمد کے لیے پاکستان کی سرزمین اور ہوائی اڈے استعمال کرنے کو دیے جارہے ہیں۔

حد تو یہ ہے کہ ۲۴ راگست کے روزنامہ جنگ میں وفاقی وزیر مذہبی اُمور ڈاکٹر محمود احمد غازی کا اسی موقعہ پر ایسا بیان شائع ہُوا ہے کہ جس کی توقع کم از کم اُن سے نہیں کی جاسکتی تھی۔ راولپنڈی پریس کلب میں خطاب کے دوران اُنھوں نے فرمایا کہ حکومت نے جہاد پر کوئی پابندی عائد نہیں کی بلکہ پابندی چندہ جمع کرنے اور اسلحہ کی نمائش پر عائد کی گئی ہے۔ اس بیان کے بجائے اگر وہ استعفیٰ دے کر فتنہ کی اس دلدل سے الگ ہوجاتے تو ہر اعتبار سے یہ ان کے لیے بہت بہتر ہوتا۔ سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے اس موقع پر اور کیا کیا جاسکتا ہے۔

محمود

مولای صل وسلم دائما ابدا　　درس حدیث　　علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مُسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

اہلِ حق وہی ہیں جو قرآن پر قائم ہوں اور اہلِ بیت سے محبت رکھتے ہوں
شیعہ اہلِ بیت سے محبّت کے دعویدار ہیں مگر قرآن کے منکر ہیں
مولانا لکھنویؒ کا ساری دنیا کے شیعوں کو چیلنج اور ان کا فرار

حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین: مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۴۳، سائیڈ اے، ۸۴-۸-۲۷

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمّدٍ وّآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

عن جابرؓ قال رایت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوآء یخطب فسمعتہ یقول یا ایھا النّاس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی رواہ الترمذی

عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی

ولن یتفرقاحتی یردا علی الحوض فانظروا کیف غلفونی فیھا۔ رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص۵۶۹

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کے سال دیکھا کہ آپ اپنی اُونٹنی پر سوار ہیں خطبہ دے رہے ہیں تو میں نے یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اے لوگو! انی ترکت فیکم میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں اگر تم یہ دونوں محفوظ رکھو گے ان کو لوگے لن تضلوا تو تم راستے سے نہیں بھٹکوگے۔ وہ دو چیزیں یہ ہیں کتاب اللہ اور عترتی۔ عترت گھر والوں کو بھی کہتے ہیں رشتہ داروں کو بھی کہتے ہیں کئی معنیٰ میں آتا ہے آپ نے خود ہی اس کی تشریح فرمائی کہ اھل بیتی میرے گھر والے حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ میں تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں۔ ما اِنْ تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی میرے بعد تم راستے سے نہیں ہٹو گے اگر تم نے اُس چیز کو پکڑے رکھا احدھما اعظم من الاخر ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وہ کتاب اللہ ہے جو رسی ہے آسمان سے زمین تک آئی ہوئی ہے ضروری ہے کہ اس پر قائم رہو وعترتی اھل بیتی اور میری عترت یعنی میرے گھر والے وَلَنْ یتفرقا یہ دونوں ساتھ ساتھ رہیں گے حتّٰی یردا علی الحوض حتّٰی کہ یہ دونوں میرے پاس حوض پر آئیں گے فانظروا کیف تخلُفُونی فیھما تو تم دیکھ لو کہ تم میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کروگے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک پر زور دیا اور اپنی عترت پہ بھی زور دیا۔

اہلِ بیت سے وابستگی کا مطلب

اب عترت کا مطلب یا تو یہ ہے کہ ان سے جو مسائل ثابت ہیں اُن پر قائم رہے یا یہ مطلب ہے کہ ان سے محبت پر قائم رہے اب ہوا ایسے ہے کہ جو لوگ اُن سے محبت کا دعوٰی کرتے ہیں وہ سیدھے قرآن پاک سے ہٹ گئے ہیں۔ شیعہ حضرات میں اب خمینی صاحب نے یہ کہا ہے کہ قرآن یہی قرآن ہے اور اگر کوئی اس پہ یقین نہیں رکھتا اس کو قرآن نہیں مانتا تو وہ ملعون ہے اُس پر لعنت ہے۔[2]

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۹ [2] اگرچہ اُن کا یہ کہنا سیاسی مصلحت اور تقیہ پر مبنی تھا۔ مرتب

قرآن کے بارے میں شیعوں کا عقیدہ

باقی ان سے پہلے برس ہا برس اور شروع دَور سے جب سے ان کا عروج ہُوا ہے اُس وقت سے اَب تک اُن کے اعتقادات طرح طرح کے ہیں۔ قرآنِ پاک کے بارے میں اُن کا یہ عقیدہ ہی نہیں ہے کہ یہ سچ ہے یہ کہتے ہیں کہ یہ قرآنِ پاک وہ نہیں ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہُوا۔ ان میں سے کوئی فرقہ یہ کہتا ہے کہ یہ سب بدل گیا اس میں کوئی حرف بھی نہیں ہے اُس کا (اصل قرآن کا)

شیعہ اماموں کو مانتے مگر اُن کی تفسیر کو نہیں مانتے

یہ اماموں کو مانتے ہیں۔ اماموں میں حسن عسکریؒ ہیں اُن کو بھی مانتے ہیں اُنھوں نے جو تفسیر کی ہے وہ اسی قرآن کی کی ہے جو ہم پڑھتے ہیں تو امام کو مانتے ہیں اور جب قرآن کی تفسیر اُنھوں نے کی ہے اُس کو نہیں مانتے۔ اس کا مطلب یہ ہُوا کہ اہل اہوا ہُوئے اپنی خواہش پر چلنے والے لوگ ہُوئے جو دل میں آیا جو مناسب لگا جو جی چاہا کسی نہ کسی طرح اس کی تدبیر نکال لی اور اس پر چلتے رہے تو یہ چیز بہت ہی غلط تھی جو اُن میں چلی آرہی تھی۔

حضرت لکھنویؒ اور اُن پر گرفت

اور اس پر پھر گرفت کی ہے حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ نے انھوں نے باقاعدگی سے ان کے ساتھ مقابلہ، مناظرہ اور پھر اُن کے مقابلے میں جماعت تشکیل دینی جو مناظرے کرتی رہے۔ بحثیں کرتی رہے۔ وہ مدارس میں جاتے تھے اور وہاں فرمایا کرتے تھے کہ جو طالب علم فارغ ہوں وہ میرے پاس چند مہینے ضرور لگائیں۔ اس طرح سے دارالعلوم دیوبند میں بھی آتے تھے اور جگہوں پر بھی تشریف لے جاتے تھے اور طلبہ ان کے پاس جاتے تھے تو اُنھوں نے ایک ایسی جماعت تیار کی جو ان کے مسائل سے واقف ہو اور ان کی طرف سے کوئی بات پیش آئے اشکال کی تو اُس کا وہ جواب دے سکیں۔ یہاں بھی تحفظِ اہلِ سُنّت جو قائم ہُوئی ہے وہ بھی اُن کے شاگردوں کا فیض ہے تو ان حضرات نے پھر یہاں پاکستان میں کام کیا اور وہاں جتنی ضرورت ہے وہ اُن کے شاگرد جو موجود ہیں وہ کرتے رہتے ہیں تو باقاعدگی سے ایسی جماعت وہاں بنانے کی ضرورت نہیں محسوس ہُوئی۔

حضرت لکھنویؒ کا شیعوں کو چیلنج اور ان کی طرف سے فرار

اُنھوں نے ایک رسالہ نکالا اس کا نام "النجم" تھا وہ عرصہ تک چلتا رہا اُنھوں نے اس میں ایک بات کہی کہ میرا سوال تمام دُنیا کے شیعوں سے یہ ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ یہ قرآنِ پاک جو تم پڑھتے ہو ہم پڑھتے ہیں اس پر تمہارا ایمان ہے کہ یہی وہ قرآن پاک ہے یا ایمان نہیں۔ اگر تمہارا یہ ایمان ہے اس پہ

تو اس کا اعلان کر دو اور اگر تم نے اعلان کر دیا تو میں شیعہ ہو جاؤں گا ۔ شیعوں کا مدّ مقابل شخص لکھنؤ میں جو اُن کا بہت بڑا مرکز ہے یہ اعلان کرتا ہے اور وہ بار ہا مہینوں اعلان کرتے رہے کتنی بڑی بات ہے ؟ اس کے بعد اُن کی ایک کانفرنس ہُوئی امروہہ میں وہاں وہ گئے وہاں اُنھوں نے اشتہار لگوائے تو کانفرنس جتنے دنوں کی تھی تین دن یا چار دن کی ، اس کانفرنس میں کسی نے اس سوال کا جواب نہیں دیا اور فضا شہر کی (شیعوں کے) خلاف ہو گئی تو اُنھوں نے کانفرنس ایک دن پہلے ختم کر دی اور آ گئے اس سوال کا جواب ان کے پاس نہیں تھا کہ تمہارا ایمان اس قرآن پر ہے یا نہیں ۔ نہیں کہہ نہیں سکتے تھے اور ہاں بھی نہیں کہہ سکتے تھے ۔ پھر انھوں نے ایک کتاب لکھی اور اس کا نام رکھا ہے ۔ "تنبیہ الحائرین" وہ ناپید تھی بہت عرصہ سے کم تھی اَب وہ چھاپ بھی دی ہے کسی نے چیچہ وطنی سے اُس کتاب میں ہے ہی یہ مضمون تو ان لوگوں کا شروع سے اَب تک یہ عقیدہ رہا ہے کہ یہ قرآن وہ نہیں ہے اور قرآنِ پاک اسلام کا بہت بڑا اور عجیب معجزہ ہے کہ اس میں ردّ و بدل ممکن ہی نہیں اور یہ حال شروع سے چلا آ رہا ہے یہ جو مدعیانِ نبوّت ہُوئے ہیں اُن میں سب سے زیادہ نقصان مسیلمہ کذاب نے پہنچایا ہے کیونکہ بہت بڑی تعداد وہاں صحابہ کرام کی شہید ہو گئی تقریباً سات سو آدمی شہید ہُوئے ہیں اور اُن میں قراء جو تھے وہ تقریباً ستّر تھے ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شروع دَور میں یمامہ میں یہ معرکہ ہُوا ہے تو اُنھوں نے (حضرت عمر رضؓ نے) یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ قرآنِ پاک کو لکھ لیا جائے تو یہ بہتر ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ حافظ جو ہیں وہ نہ رہیں اگر حافظ نہ رہے تو پھر کیسے ہو گا ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے یہ بات کی حضرت عمر رضؓ نے ۔ ابوبکر صدیقؓ نے نہ مانی کچھ دیر پھر مان لی پھر حضرت زید ابن ثابت انصاریؓ کو جو قاری تھے کاتبِ وحی تھے بُلایا بُلا کر اُن سے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ قرآنِ پاک کو یکجا لکھ دیں وہ کہتے ہیں کہ اُنھوں نے (میرے بارے میں) تعریفی کلمات کہے لا نتھمك کوئی الزام آپ پر نہیں ہے کسی قسم کا کبھی اعتراض کسی قسم کا نہیں رہا اور انت تکتب الوحی آپ وحی بھی لکھا کرتے تھے ۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس واسطے آپ یہ کام کریں اُنھوں نے فرمایا کہ مَیں کہتا تھا کہ یہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود نہیں کیا تو ہم کیسے کریں یہی بات حضرت عمر رضؓ سے حضرت ابوبکر رضؓ نے کہی تھی کہ جو کام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں کیا وہ ہم کیسے کریں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تھا ھو واللہ خیر اس میں بہتری ہے وہ (یعنی حضرت عمر رضؓ) یہی کہتے رہے حتّٰی کہ (حضرت ابوبکر رضؓ نے) بات مان لی اور پھر اُس کے بعد حضرت زید ابن ثابت انصاری رضؓ

سے بھی اس طرح سے بات ہُوئی اور اُنھوں نے بھی یہ بات مان لی۔ معلوم یہ ہُوا کہ ذہن اُن لوگوں کا جو تھا کہ جو کام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہا اُس میں کمی زیادتی کچھ نہ ہو حالانکہ از راہِ احتیاط بالکل ٹھیک تھی یہ بات مگر وہ دیکھتے تھے کہ کی ہے یا نہیں کی، کی ہے تو ٹھیک ہے۔ نہیں کی تو پھر ذہن میں نہیں آرہا تھا قبول نہیں کر رہے تھے خیر اُنھوں نے یہ کیا کہ لوگوں کے پاس جو لکھا ہُوا تھا وہ جمع کیا اور دو جگہ کی آیتیں ایسی تھیں وہ لکھی ہُوئی کسی کے پاس نہیں ملیں تلاش کرنے پر ایک صحابی تھے جن کی گواہی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو کی گواہی کے برابر بتائی حضرت خذیمہ رضؓ تو ان کے پاس وہ دو آیتیں ملیں تو حضرت خذیمہؓ سے لے کر جہاں وہ آیتیں اُن کو یاد تھیں وہاں بڑھا دیں یہ نہیں ہے کہ بالکل یاد نہیں تھیں یا کسی اور کو یاد نہیں تھیں یاد تو تھیں البتہ لیکر ثبوت کے لیے جمع کر لیں۔ جو چیز بلبسر آتی تھی لکھنے کے قابل اُس پر لکھ لیتے تھے ہڈیوں پر بھی لکھ لیتے تھے اور چپٹی ہڈیاں جو ہوتی تھیں ان سے تختیوں پر بھی لکھ لیتے تھے، چمڑے پر بھی لکھ لیتے تھے اور کسی کے یاد سے اُنھوں نے جو جمع کیا اس میں یہ التزام کیا کہ وہ لکھی ہُوئی مل ہی جائیں تو جب سب لکھا ہُوا مل گیا تو وہ رکھ لیا۔

قرآن کی نشرو اشاعت کی ضرورت نہیں پڑی

لیکن اس کی نشر و اشاعت کی ضرورت نہیں پڑی۔ اللہ کا وعدہ بالکل سچ تھا نحن نزلنا الذکر ہم نے ہی اُتارا ہے وانا لہ لحفظون، ہم ہی اس کو یقیناً محفوظ رکھیں گے اس کی حفاظت کریں گے تو پھر قرآنِ پاک محفوظ رہا (باقاعدہ نشر و اشاعت کی) ضرورت ہی نہ پڑی حتّٰی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات بھی ہوگئی تو وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھوا دیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا سارا گزر گیا، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا دَور آیا تو پھر ایسے علاقے زیرِ نگیں آئے کہ جن علاقوں کی زبان عربی نہیں تھی وہاں اُن کو جو اختلافِ قرأت تھا وہ عجیب لگا تو حضرت حُذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ جو آذربائیجان وغیرہ کی طرف لڑائیوں میں رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس کا علاج کیجیے تدبیر[2] کیجیے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (کوئی پندرہ سولہ سال بعد سمجھئے) وہ نکلوائے اور اُنھوں نے نکلوا کر اس کی نقول کرائی ایک بورڈ بنا دیا اُس بورڈ میں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور لوگ بھی

---

[1] بخاری شریف ج ۲ ص ۷۴۵ [2] بخاری ص ۷۴۶

تھے اور یہ کہا کہ جب کہیں اختلاف ہو تمہارا اور زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کا قرأتوں میں تو لُغتِ قریش پر لکھنا کیونکہ قرآن کا نزول قریش پر ہُوا تھا تو جتنی قرأتیں تھیں عشرہ اور قرأۃ سبعہ یہ سب محفوظ چلی آرہی ہیں یہ بھی متواترہ ہیں۔

متواتر کا مطلب اور مثال سے وضاحت

متواترہ کا مطلب یہ ہے کہ اِن میں جھُوٹ کا احتمال نہیں۔ اِتنی جگہوں پہ اور اتنے علاقوں میں ہے کہ ممکن ہی نہیں کہ اس میں جھُوٹ ہو یا غلطی ہو اَب عید کے دن کی قربانی ہے ہر علاقے میں جہاں آپ جائیں گے وہاں یہ ملے گی تو اس کو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کسی کی غلط فہمی سے یہ بات چل پڑی ہو یہ ممکن نہیں۔ یہ ختنے کرانے جہاں جہاں مُسلمان پہنچے ہیں، جاپان میں بھی پہنچے ہیں افریقہ میں پہنچے ہیں دُنیا کے آخری سروں پر شمال ہو یا جنوب ہو مشرق ہو یا مغرب ہو جہاں بھی پہنچے ہیں وہاں یہ ختنہ بھی کیا جاتا ہے۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ غلط فہمی ہوگئی ہوگی اسی طریقہ پر قرآن پاک بھی ہے اور یہ قرآتیں بھی ہیں کہ یہ بھی سب جگہ پہنچی ہوئی ہیں پہلے ہی سے شروع دن سے تو اُنھوں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ تم ایسے کرنا کہ لُغتِ قریش پہ لکھ دینا یعنی ایک چیز کو دو طرح پڑھا جاسکتا ہے تم اس طرح کرنا جس طرح لُغتِ قریش[1] ہے کیونکہ قرآنِ پاک کا نزول اوّل درجہ میں جو ہے وہ اُس طرح ہے (یعنی لغت قریش کے مطابق ہے) وہ لکھ دیے نسخے پھر وہ کئی نسخے تیّار ہُوئے اور وہ بھیج دیے گئے باقی نسخوں کے بارے میں اُنھوں نے کہا کہ ان کو چاک کر دیا جائے خرقھا یا حرقھا ان کو چاک کروا دیا جلوا دیا۔ پھر سب کو ان علاقوں میں جہاں کی زبان عربی نہیں تھی بھجوا دیا اور آج تک وہ ہی محفوظ چلے آرہے ہیں۔

حفاظ کی سند نہیں ہے اور اس کی وجہ

اور حفظ کا جو معاملہ ہے تو حفظ تو اتنے لوگوں کو رہا ہے کہ اس کا حساب ہی نہیں کیا جاسکتا، گنتی ہی نہیں کی جاسکتی اُس کی سند بھی نہیں ہے استاد اُس کے اُوپر استاد ایک دو تک جانتا ہے آدمی اور اُس کے آگے کیا ہُوا وہ نہیں جانتا قرأت کی سند ہے حدیث کی سند ہے لیکن قرآنِ پاک کے حفظ کی سند ہی نہیں کیونکہ اتنی کثیر تعداد میں حفاظ ہیں اور استاد ہیں کہ اُن کو شمار نہیں کیا جاسکتا اور سند بنانی ممکن نہیں ہے تو جناب رسول اللہ

---

[1] بخاری ص ۴۹۷ ج ۱ ، ص ۷۴۵ ج ۲

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہدایت فرمائی کہ کتاب اللہ نہ چھوڑنا اب کتاب اللہ بہت بڑی اصل ہوگئی اس کو تبدیل کرنے کا الزام لگانا اور اس کو راستے سے ہٹانا یہ گمراہی (گمراہ کرنے) کے لیے بڑا ضروری ہے۔

حضرت عثمانؓ کی احتیاط اور شیعوں کی جانب سے بہتان

تو انھوں (رافضیوں) نے لوگوں کو بہکانے کے لیے گمُراہ کرنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا کہ اُنھوں نے قرآن پاک کو بدل دیا۔ حالانکہ بخاری شریف میں آتا ہے ایک مسئلہ وہ مسئلہ یہ ہے کہ ایک عورت شوہر کی وفات کے بعد سال بھر رہے گی اس کے گھر میں یا چار مہینے دس دن کیا کرے۔ تو اس میں یہ ہے کہ (قرآنِ پاک میں) دو آیتیں دو جگہ آئیں اب حکم جو ہے وہ چار مہینے دس دن کا ہے سال بھر کا حکم نہیں ہے تو ان سے اس وقت کسی نے کہا کہ جناب آپ ایسے کیوں نہیں کرتے کہ ایک آیت قرآن میں رہنے دیں اور دوسری آیت نہ رہنے دیں دوسری کی ضرورت نہیں ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ لا اغیر شیا میں کچھ بھی نہیں بدلتا جو ہے وہ رہے گا۔ علماء نے اس (سال بھر والی آیت) کی تفسیر یہ کردی کہ اگر کوئی آدمی مناسب سمجھتا ہے گنجائش ہے اُس کے پاس ترکہ میں تو وہ سہولت دے جائے وہ وصیّت کر جائے کہ میری بیوی کو سال بھر یہاں سے نہ نکالنا اس گھر میں سے وہ رہے گی یہاں گویا استحباب کا درجہ ہے بہتر یہ ہے کہ اگر آثار ایسے دیکھ رہا ہے اپنے مرنے کے تو اپنے بعد سال بھر کے لیے یہاں آرام کا بندوبست کرجائے، لیکن اگر گنجائش نہیں ہے تو پھر وہ چار مہینے دس دن کی بات رہ جاتی ہے۔

مصحفِ عثمانی پر سب کا اتفاق ہے

ایک صاحب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اُنھوں نے کہا کہ جناب آپ کے پاس جو مصحف ہے وہ مجھے دکھا دیجیے کہا کیا کروگے اُنھوں نے کہا میں اسی طرح اپنے قرآن کی ترتیب دے لُوں گا جیسے آپ کا ہے اُنھوں نے کہا نہیں۔ تم جو بھی روایت پڑھ لوگے جس طرح پڑھ لوگے وہ کافی ہے ٹھیک ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا نسخہ تھا اُس میں آیتیں جو تھیں وہ ترتیبِ نزولی سے لکھی ہُوئی تھیں یہ آیت اُتری پھر یہ اُتری پھر یہ اُتری، آیتیں یہی تھیں صرف ترتیب بدلی ہُوئی تھی آگے پیچھے تو ان سے بھی لوگ مانگتے رہے لیکن

---

۱ بخاری ص ۶۵۰ ج ۲ ۲ بخاری شریف ص ۷۴۷ ج ۲

اُنھوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی نہ کوئی چیز اس طرح کی انھوں نے دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور سب صحابہ کرام یہی کہتے ہیں کہ یہی (حضرت عثمان کا جمع کردہ) قرآن پاک ہے، یہی آیات ہیں اور سچ ہے اور صحیح ہے ادھر حافظ اتنے کثیر تعداد میں اس وقت سے کہ جب خطرہ ہُوا تھا کہ کہیں قرآنِ پاک تلف نہ ہو جائے اُس وقت سے آج تک پُوری دُنیا میں اتنے حفاظ چلے آرہے ہیں کہ کسی بھی قسم کا ردو بدل محال ہے کہیں و اور ف کا بھی فرق نہیں ہے۔ کسی بھی جگہ سے ریڈیو کھول کر یہ قرآن سامنے رکھ لیں جہاں تلاوت ہورہی ہوگی یہی ہوگا کوئی ردّ و بدل نہیں اتنی بڑی اور مضبوط چیز کو چھڑانے کے لیے مکاریاں کیں طرح طرح کی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پہ الزام لگایا کہ انھوں نے قرآنِ پاک کو بدل دیا اور وہ آیتیں جو اہلِ بیت کی فضیلت میں تھیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں تھیں وہ حذف ہی کردیں وغیرہ وغیرہ حالانکہ اُنھوں نے تو کچھ بھی نہیں کیا بدلنے ہی نہیں دیا کسی کو بھی کہ جیسے ہے ویسے رہنے دو۔ اس کے علاوہ انھوں نے اور بہت سی فضول باتیں گھڑ رکھی ہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور زوجہ مُطہرہ کے پاس جو نسخہ رکھ دیا گیا تھا تو ان کے یہاں بکری آگئی تھی اور اُس نے قرآنِ پاک کے اوراق کھالیے تو وہ ورقے (قرآن میں شامل ہونے سے) رہ ہی گئے۔ غرض اُنھوں نے اس بات پر پُورا زور لگایا کہ یہ جو ہے کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض کہ یہ جو رسی ہے آسمان سے زمین تک مسلسل بالکل صحیح حالت میں اس کو کسی طرح سے ختم کردیا جائے تو آپ اگر غور کریں گے کہ قرآنِ پاک بھی لیے ہُوئے ہو اور اہلِ بیت کے ساتھ بھی تعلق ہو تو پھر اہلِ سُنّت ہی میں ملے گا اور فقط اہلِ سُنّت کو لے کر اُن کے پیچھے چلنا اور پھر اُن میں سے بھی کچھ کو لینا اور کچھ کو چھوڑ دینا اور پھر دعویٰ کرنا محبّت کا یہ بات اہلِ باطل میں ملے گی۔

حدیث میں قرآن اور اہلِ بیت کو جمع کرنے کی ایک اور حکمت

تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ میرے گھر والوں سے فیض حاصل کرو فائدہ ہوگا لہٰذا اُنھیں نہ چھوڑنا۔ گھر والوں میں اولاد بھی داخل ہوتی ہے اولاد کے علاوہ ازواجِ مطہرات بھی داخل ہوتی ہیں تو اتنا بڑا ایک شعبہ جو عورتوں سے تعلق رکھتا ہے اس کی معلومات عورتوں ہی سے ہوئی ہے اور بہت سی چیزوں کی معلومات ازواجِ مطہرات ہی سے ہُوئی

اوروں سے ہُوئی نہیں تو یہ اہلِ بیت جو ہیں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنھیں فرمایا کہ ھؤلاء اھل بیتی خُداوندا یہ میرے اہلِ بیت ہیں اور ان سب کو سامنے رکھنا اور سب سے تمسک کرنا اخذ کرنا اور ساتھ ساتھ قرآنِ پاک کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، یہ بہت بڑی چیز ہے اور بلاشُبہ اس میں نجات ہے اور اللہ کا قُرب حاصل ہوتا ہے اور صحیح راستہ ملتا ہے۔ اہلِ بیت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے داخل کیا ہے حالانکہ داماد اہلِ بیت میں ہُوا نہیں کرتے مگر آپ نے ایک چادر اوڑھی اور یہ فرمایا یہ میرے اہلِ بیت ہیں اس میں یہ سب تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما بھی تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں تو فرمایا خُداوند یہ میرے اہلِ بیت ہیں یعنی ان کے لیے ایک طرح سے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت رکھے، متوجہ رہے اور ان سے راضی رہے اور اظہار کرنا ہُوا کہ وہ بھی اہلِ بیت میں ہیں۔ اب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تصوف کے جو طریقے ہمارے علاقوں میں رائج ہیں وہ چار ہیں اور بہت مقبول ہیں۔ چشتی ہے، نقشبندی ہے، قادری ہے سہروردی ہے۔ یہ چاروں کے چاروں طریقے بلاانقطاع کے متصلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتے ہیں اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے کہ باقاعدہ سند متصل ہو، اس نے اُس سے، اُس نے اُس سے، اس نے اُس سے اخذ کیا۔ ایسی سند اگر ہے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سے ہے تو بہت بڑی چیز ہے، تو ظاہر ہوگیا کہ ظاہری شریعت تو قرآن پاک ہے اور اگر علومِ باطنیہ لیے جائیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ اہلِ بیت ہو گئے گویا اس اعتبار سے اس اس حدیث کا معنیٰ اپنی جگہ بالکل دُرست ہے اور ان پر صحیح طرح سے عمل اگر کیا جا رہا ہے تو وہ خُدا کا شُکر ہے کہ اہلِ سُنّت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں ان حضرات کا ساتھ عطا فرمائے۔ (آمین)

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

از مولانا مشیر احمد صاحب قاسمی

دارالعلوم دیوبند میں کُل ہند سطح پر

ردعیسائیت پر دو روزہ تربیتی کیمپ

زیرِ نگرانی ردِّ عیسائیت کمیٹی دارالعلوم دیوبند

منعقدہ (۱۲، ۱۳؍ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ مطابق ۴، ۵؍ جولائی ۲۰۰۱ء)

ہندوستان میں عیسائیت کے بڑھتے ہُوئے قدم کو روکنے اور اُمّتِ مسلمہ کو صلیبی و تثلیثی گمراہیوں سے باز رکھنے، اور اُنھیں مسیحیت کے بگڑے ہُوئے شرکیہ ڈھانچہ سے باخبر کرنے، نیز عیسائی مشنریوں کے رفاہی اداروں کے زہریلے اور مہلک اثرات سے ملّتِ اسلامیہ کو آگاہ کرنے کے لیے دارالعلوم دیوبند کی مجلس عاملہ منعقدہ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ نے دارالعلوم دیوبند میں ردِّ عیسائیت پر دو روزہ تربیتی کیمپ لگانے کی تجویز پاس کی، اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے دارالعلوم دیوبند کی ردّ عیسائیت کمیٹی کے کنوینر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہٗ استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند نے حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند و ارکان کمیٹی سے مشورے کے بعد کیمپ کے بارے میں ضروری اُمور طے فرمائے، چنانچہ ۱۲؍۱۳؍ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ مطابق ۴؍۵؍ جولائی ۲۰۰۱ء میں منعقد ہونے والے اس کیمپ میں شرکت کے لیے ہندوستان کے اکثر صُوبوں کے مشہور و معروف مدرسوں کے اساتذہ حضرات کو اُن کے مہتمم حضرات کی معرفت دعوت دی گئی، علاوہ ازیں عیسائیت سے متاثرہ مقامات کے تعلیم یافتہ حضرات کو بھی دعوت نامے بھیجے گئے۔

اسلامی حلقہ کے درد مند حضرات کے دلوں پر اس دعوت نامہ اور تربیتی کیمپ کے اقدامی عمل سے جو خوشگوار اثرات مرتب ہُوئے اُنہیں خود اُن کے الفاظ ہی میں ملاحظہ کیجیے۔

(۱) مدرسہ احیاء العلوم جودھپور راجستھان کے مہتمم صاحب نے مذکورہ کیمپ کے بارے میں یُوں

اظہارِ مسرّت فرمایا کہ:

"دارالعلوم نے بہت ہی صحیح وقت میں موزوں اقدام کیا ہے جس کے لیے عرصہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی"۔

(۲) مولانا محمد رمضان صاحب مدرسہ فیض العلوم شاہی مسجد گوڑ گانوہ نے یہ تحریر فرمایا کہ:

"آپ نے ردِّ عیسائیت کے نام سے جو تربیتی کیمپ لگانے کی مُہم شروع کی ہے ہم اس سے حرف بحرف متفق ہیں اور ہر ممکن تعاون کے لیے تیّار ہیں"۔

(۳) مدرسہ کاشف العلوم مہاراشٹر سے یہ لکھا گیا کہ

"اس طرح کا کیمپ وقت کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ اس کیمپ کو کامیاب کرے"۔

(۴) مولانا سلمان صاحب جامع الہدیٰ بجنور نے یوں اظہار خیال فرمایا:

"ربابِ دارالعلوم نے بروقت یہ قدم اُٹھایا ہے اس ارتدادی صُورتِ حال میں ایسے کیمپ کی شدید ضرورت تھی"۔

(۵) مدرسہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ سہارن پور سے مولانا محمد اختر صاحب نے یہ جواب تحریر فرمایا کہ:

"دارالعلوم دیوبند کا یہ اقدام بروقت اور بے حد ضروری اقدام ہے"۔

(۶) جناب قاضی عبدالجلیل صاحب نے دارالعلوم نیو بھاٹ باری میگھالیہ سے یہ دُعائیہ کلمات لکھے:

"والا نامہ دستیاب ہُوا، مادرِ علمی کے اکابر جو کوششیں کر رہے ہیں اللہ اُن کی کوششوں کو کامیاب کرے"۔

(۷) جناب مولانا مظفر حسین مفتاحی مدرسہ مدینۃ العلوم گنیش پور ضلع مہراج گنج نے بھی دُعائیہ اور مُبارک بادی کے کلمات لکھے۔

غرض کہ دارالعلوم دیوبند سے تربیتی کیمپ کا دعوت نامہ پاکر ہر جگہ کے دردمندانِ قوم نے اظہارِ مسرّت کیا، جن میں مندرجہ ذیل اسماء خُصوصیّت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔ مولانا کبیر الدین فاراں صاحب مدرسہ عربیہ قادریہ مسرّ والا ہماچل پردیش۔

۲۔ مولانا دسیم احمد صاحب جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس۔

۳۔ مولانا عبدالمجید صاحب مدرسہ کاشف الہدیٰ چنئی۔

۴۔ مولانا سراج السالکین صاحب مرکز العلوم سونگڑہ کٹک۔

۵۔ مفتی محمد خلیل صاحب مدرسہ زینت العلوم مالیر کوٹلہ پنجاب۔

۶۔ مولانا محمد عمر صاحب مدرسہ شاہی مراد آباد۔

۷۔ مولانا عبدالقیوم صاحب دارالعلوم بائسی پورنیہ بہار۔

۸۔ مولانا رحمت اللہ صاحب دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر۔

بہرحال پروگرام کے مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ سے مندوبین کرام کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا اور ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ کی صبح تک مندرجہ ذیل صُوبوں سے مندوبین تشریف لا چکے تھے۔

(۱) بنگال (۲) بہار (۳) راجستھان (۴) کشمیر (۵) آندھرا پردیش (۶) مدھیہ پردیش (۷) کرناٹک (۸) تامل ناڈو (۹) میگھالیہ (۱۰) گوا (۱۱) آسام (۱۲) پنجاب (۱۳) ہماچل پردیش (۱۴) اترپردیش۔

مہمانوں کے قیام کا انتظام مہمان خانہ دارالعلوم، شیخ الہند اکیڈمی اور دفتر محاضرات میں کیا گیا تھا جبکہ طعام کا انتظام مہمان خانہ دارالعلوم کے وسیع کمرہ میں تھا۔

تربیتی کیمپ کی پہلی نشست

۱۲ ربیع الثانی صبح ۸ بجے مسجد رشید فوقانی میں پہلی نشست حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی صدارت میں منعقد ہُوئی، اسٹیج پر حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی نائب مہتمم دارالعلوم اور حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے علاوہ حضرت مولانا و مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری اُستاذ حدیث دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند، جناب مولانا و مفتی راشد صاحب استاذ تفسیر دارالعلوم دیوبند، جناب مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری نائب ناظم کل ہند مجلس تحفّظِ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند اور جناب مولانا عبداللہ صاحب اعظمی استاذ دارالعلوم دیوبند بھی جلوہ افروز تھے، جناب قاری عبدالرؤف صاحب اُستاذ تجوید دارالعلوم دیوبند نے پروگرام کے آغاز کے لیے تلاوت کلام اللہ فرمائی۔

تقریر حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری

حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری نے تمام فرقِ باطلہ کے خدوخال کو نمایاں کرنے کے لیے نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ ایک تمہیدی و کلیدی تقریر فرمائی، حضرت مفتی صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ پہلے عیسائیوں کا ٹارگٹ یہ تھا کہ پُورے یورپ کو عیسائی بنا دیا جائے چنانچہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہُوئے اور پورے یورپ کو عیسائی بنا دیا، اب اُن کا نشانہ ایشیا ہے اس کے بارے میں اُن کا ارادہ یہ ہے کہ آئندہ ایک سو سال میں پُورے ایشیا کو عیسائی بنا دیا جائے۔ اس لیے عیسائیت کے فتنے سے نہایت ہوشیار اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مفتی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ:

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں تو عیسائیت یا قادیانیت بالکل نہیں ہے، پھر یہاں عیسائیت یا قادیانیت کے خلاف کیوں تقریر کی جاتی ہے؟ یا کیوں ان کے خلاف لٹریچر تقسیم کیے جاتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ آپ کے ہاں مذکورہ فتنے نہیں ہیں، اس لیے کہ زمانہ اتنا ترقی کر چکا ہے کہ ہر جگہ اور ہر علاقے میں عیسائیت یا قادیانیت کا فتنہ موجود ہے ڈش انٹینا، انٹرنیشنل ٹی وی چینل، اور انٹرنیٹ کھولیے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت و قادیانیت کا فتنہ ہر جگہ اور ہر علاقے میں موجود ہے اس لیے یہ کہنا کہ یہ فتنہ ہمارے ہاں موجود نہیں ہے بالکل دُرست نہیں بلکہ ہمیشہ ان فتنوں سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مفتی صاحب موصوف نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہُوئے یہ فرمایا کہ:

"اگر عیسائیت اپنے مادی اسباب و وسائل کو بروئے کار لا کر کام کر رہی ہے اور لوگوں کو طرح طرح کے لالچ دے کر کام کر رہی ہے تو اس سے متاثر اور دل گیر ہونے کی بالکل ضرورت نہیں ہے، اس لیے کہ عیسائیت ایک باطل چیز ہے اور باطل عیب دار اور ناقص ہوتا ہے پس جب باطل کو اپنی نمائش مقصود ہوتی ہے تو وہ اپنے عیب اور نقص کو چھپانے کے لیے اپنے اُوپر شاندار خول اور غلاف چڑھاتا ہے، تاکہ لوگ اس کی طرف مائل ہوں۔ یہی حال عیسائیت کا ہے کہ جب لوگ اس کے عیب اور

نقص کی وجہ سے اس کی طرف مائل نہیں ہوتے ہیں تو عیسائی لوگ دوسرے مذہب والوں کو زن و زر کا لالچ دے کر عیسائیت کی طرف مائل کرتے ہیں، عیسائیوں کے اس عمل سے متأثّر ہونے کی ضرورت اس لیے نہیں ہے کہ اسلام عیسائیت کے مقابلہ میں ایک صاف سُتھرا اور بے عیب مذہب ہے، اب جس کا جی چاہے وہ اسلام کی خُوبیوں اور اچھائیوں کی بُنیاد پر اسلام کے دامن سے وابستہ رہے اور جس کا جی چاہے وہ باطل کے گندے دامن سے اپنا تعلّق جوڑ لے ہمارے ذمّے صرف افہام و تفہیم ہے، مال و دولت کا لالچ دے کر لوگوں کو اسلام پر جمانا نہیں جیسا کہ عیسائی اپنے مذہب کے لیے لالچ دیتے ہیں"۔

مربّی خُصوصی حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی کا تربیتی درس

حضرت مفتی سعید احمد پالن پوری کی تمہیدی تقریر کے بعد تربیتی کیمپ کے مربّی خاص حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی اُستاذ حدیث دارالعلوم دیوبند نے "بائبل" کی تاریخی و علمی حیثیّت کو واضح فرماتے ہُوئے نہایت مدلّل طریقہ سے ثابت فرمایا کہ "بائبل" بطورِ خاص موجودہ توریت و انجیل محرّف، غیر معتبر اور مستند ہیں، مولانا دامت برکاتہم نے اپنے اس دعوٰی کے اثبات کی خاطر دلائل و براہین کی جو ایک لمبی فہرست پیش فرمائی اُن میں بعض دلائل کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ کسی کتاب کو کسی کی طرف منسوب کرنے کے لیے ثبوت اور سند چاہیے، ثبوت اور سند یا تو اخبار متواترہ کے ذریعہ ہو جو مفید یقین ہیں، یا کم سے کم اخبار احاد کے ذریعہ ہو جو مفید ظن ہیں، مگر یہود کے پاس "بائبل" میں شامل کتابوں کو اُن کے مصنّفین کی طرف منسوب کرنے کے لیے نہ تو اخبار متواترہ موجود ہیں اور نہ ہی اخبار احاد، پھر کیسے "بائبل" کا الہامی ہونا مسلّم اور معتبر ہوسکتا ہے۔

۲۔ کتابوں کے اندر تحریف کرنا چونکہ یہود و نصارٰی کی عام عادت بن گئی تھی اس لیے موجودہ توریت و انجیل کا تحریف سے محفوظ رہنا بعید از قیاس ہے، موشیم مؤرخ اپنی تاریخ کی کتاب جلد ۱ صفحہ ۶۰ پر نقل کرتا ہے کہ "افلاطون اور فیساغورث کے متبعین کے درمیان یہ مقولہ بہت مشہور تھا کہ مکر و فریب اور جھُوٹ بولنا صداقت اور خُدا کی عبادت کو رواج دینے کے لیے صرف جائز ہی نہیں بلکہ یہ ایک مستحسن عمل ہے"۔ حضرت عیسٰیؑ سے پہلے مصر کے یہودیوں نے ان لوگوں سے اس بات کو

سیکھ کر اپنے یہاں اس کو رائج کرلیا، پھر یہی وبا عیسائیوں میں بھی پھیلی، ان دونوں فرقوں نے بہت سی کتابیں خود لکھ کر اپنی جماعت کے بڑوں کی طرف منسوب کردیں جب اس طرح کا مکروفریب مستحبات دینیہ میں سے ہوگیا تو جعل اور تحریف کی کوئی حد نہیں رہ گئی"۔

۳۔ موجودہ توریت کا اُسلوبِ بیان خود بتلاتا ہے کہ یہ حضرت موسیٰ والی توریت نہیں ہے، بلکہ یہ کسی کے ہاتھ کی لکھی ہُوئی کتاب ہے، کیونکہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُتاری گئی کتاب ہوتی تو اس میں کہیں نہ کہیں ضرور اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے متکلم کا صیغہ استعمال کیا ہوتا، لیکن پُوری توریت کو پڑھ جایئے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کہیں بھی نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف جب بھی کوئی بات کہی گئی ہے تو وہ غائب کے صیغہ سے کہی گئی ہے، یعنی اس طرح سے کہ اللہ نے فرمایا، یہ اسلوبِ بیان خود ایک بڑی دلیل ہے اس بات کی کہ یہ موسیٰؑ کی توریت نہیں ہے۔ حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب دامت برکاتہم کی تقریر پر ۱۲ بجے پہلی نشست کا اختتام ہوا۔

کیمپ کی دوسری نشست

کیمپ کی دوسری نشست مغرب تا عشاء رکھی گئی اس نشست میں بحیثیت مربّی، حضرت مولانا ومفتی راشد صاحب اُستاذِ تفسیر دارالعلوم دیوبند اپنا گراں قدر مقالہ تقریری لب و لہجہ میں پیش فرمارہے تھے، موصوف کا موضوعِ بیان تھا "اناجیل اربعہ کے تضادات و اختلافات" مقالہ نگار موصوف نے اپنے مقالہ میں سب سے پہلے اناجیل اربعہ کے اختلافات پر خارجی قرائن سے بھرپُور روشنی ڈالی اور اناجیل کے مصنّفین کے زمانِ تصنیف اور مکانِ تصنیف کے سلسلے میں خود عیسائیوں کے درمیان جو اختلافات و تضادات ہیں انہیں بالدلیل ثابت فرمایا، اس کے بعد اناجیل کے داخلی اختلافات و تضادات کی کئی واضح مثالیں پیش فرمائیں، مثلاً:

(۱) انجیل متّی میں حضرت عیسیٰؑ کے گرفتار کرنے والے کے بارے میں اس طرح ہے کہ:

اس دوران کہ وہ اپنے انصار کے ساتھ محوِ گفتگو تھے یہودا آیا جو ان کے بارہ حواریوں میں سے ایک تھا اور اس کے ساتھ بہت سے لوگ اپنی تلواروں اور لاٹھیوں کے ساتھ تھے، یہودا نے ان لوگوں کو علامت بنا رکھی تھی کہ وہ جس طرف بڑھے گا اور جس کو بوسہ دے گا وہی مسیحؑ ہوں گے، چنانچہ بڑھ کر اس نے

مسیحؑ کو سلام کیا اور بوسہ لیا تو وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہی مسیح ہیں اور اُن کو گرفتار کر لیا۔

لکھا ہے کہ تیس روپیہ لے کر یہودا نے مسیحؑ کو گرفتار کروایا تھا۔ (انجیل متّٰی ۴۸ تا ۵۰)

لیکن اسی گرفتاری کے واقعہ کو یوحنّا نے یوں بیان کیا ہے:

"تو یہودا نے لشکر، خدام، بڑے کاہنوں، فریسیوں کو اپنے ساتھ لیا اور وہ شعلوں چراغوں اور ہتھیاروں کے ساتھ آئے، اور ادھر مسیح بھی نکلے اور جو کچھ ہونے والا تھا اُنہیں سب معلوم تھا، اُنھوں نے پُوچھا تمہیں کس کی تلاش ہے؟ اُن لوگوں نے کہا یسوع ناصری کی تو حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا میں ہی یسوع ناصری ہوں تو وہ لوگ پیچھے ہٹے اور گر گئے۔ (انجیل یوحنّا، ب ۱۸)

انجیل متّٰی میں مشعلوں، چراغوں اور ہتھیاروں کا کوئی تذکرہ نہیں ہے، جب کہ یہاں ان کا ذکر موجود ہے انجیل متّٰی میں تھا کہ مسیح محوِ گفتگو تھے اور یہاں ہے کہ "ادھر مسیح بھی نکلے" انجیل متّٰی میں تھا کہ مسیح کو گرفتار کر لیا، اور یہاں ہے کہ "لوگ پیچھے ہٹے اور گر گئے" کتنا زبردست اختلاف ہے، کیا کلامِ الہامی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اس میں تضادات واختلافات ہوں۔

(۲) انجیل مرقس سے پتہ چلتا ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسٰیؑ کو تلخی ملی ہُوئی شراب دی تھی اور انہوں نے پی نہیں، بقیہ تینوں انجیلوں سے پتہ چلتا ہے کہ سرکہ دیا تھا اور متّٰی اور یوحنّا کی انجیلوں سے پتہ چلتا ہے کہ اُنہیں یہ سرکہ پلایا گیا تھا۔

حضرت مفتی صاحب نے اپنے مقالہ کے اخیر میں فرمایا کہ کیا الہام ربانی میں ایسی ہی پریشان کُن باتیں ہوتی ہیں۔

عشاء کی اذان پر کیمپ کی یہ دوسری نشست اختتام پذیر ہُوئی۔

کیمپ کی تیسری نشست

اس نشست میں حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب، حضرت قاری محمد عثمان صاحب مدظلہما نے خطاب فرمایا، اوّلاً حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب نے ابطال تثلیث اور اثبات توحید پر نہایت جامع اور وقیع تربیتی درس دیا اور اناجیل اربعہ کے مختلف حوالوں سے یہ ثابت فرمایا کہ انجیلوں میں

"تثلیث کے بجائے ہر جگہ توحید کی تعلیم ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے خدا ہونے کی نفی ملتی ہے، چنانچہ دیکھئے کہ حضرت عیسیٰؑ سے ایک شخص نے پوچھا کہ سب حکموں میں پہلا حکم کونسا ہے؟ تو حضرت عیسیٰؑ نے یہ جواب دیا کہ:

"اے اسرائیل سُن! خُداوند ہمارا خدا ایک ہی خُداوند ہے۔" (مرقس، ب ۱۲)

دیکھیے اس میں کتنی وضاحت کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ نے خُدا کی توحید کی بات کہی، انجیل متّی ب ۲۳ میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ:

"زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو کیوں کہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے اور نہ تم ہادی کہلاؤ، کیوں کہ تمہارا ہادی ایک ہی ہے یعنی مسیح"

اس میں حضرت عیسیٰؑ خدا کی وحدانیت اور اپنے ہادی و رسول ہونے کا اقرار کرتے ہیں، حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کے خُدا ہونے کی تردید کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اگر حضرت عیسیٰؑ خدا ہوتے تو وہ مناجات کیوں کرتے؟ کیا خدا بھی کسی سے مناجات کرتا ہے؟

حضرت عیسیٰؑ نے ایک مرتبہ اس طرح سے اپنے خُدا کی حمد کہ:

"اے باپ آسمان و زمین کے خدا وند میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تونے یہ باتیں داناؤں اور عقل مندوں سے چھپائیں اور بچّوں پہ ظاہر کیں" (لوقا، ب ۱۰)

حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب کے خطاب کے بعد حضرت قاری سیّد محمد عثمان صاحب نائب مہتمم دارالعلوم نے ایک نہایت جامع اور پُر مغز تقریر فرمائی اور صلیب کی تردید کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ انجیلوں کے بیان میں اس قدر تضاد اور تناقض ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی سولی کا واقعہ ایک معمہ بن کر رہ گیا ہے۔

علاوہ ازیں تربیتی انداز میں حضرت قاری صاحب مدظلہ نے آیت قرآنی "وما انزلنا علیك الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیه" کی روشنی میں وضاحت فرمائی کہ قرآن کریم یہود و نصاریٰ کے درمیان پائے جانے والے اختلافات اور جھگڑوں کا فیصلہ کرنے والی کتاب ہے، لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو سولی دیے جانے کے بارے میں جو یہود و نصاریٰ کا اختلاف ہے کہ تمام یہود اور نصاریٰ کا ایک بڑا فرقہ سولی کا قائل ہے جب کہ نصاریٰ کا ایک فرقہ حضرت عیسیٰؑ

کی سولی کا انکار کرتا ہے، اور اُن کے زندہ آسمان پر اُٹھائے جانے کا قائل ہے، اس اختلاف کا فیصلہ جب قرآن کریم میں ڈھونڈا جاتا ہے تو قرآن کریم یہ فیصلہ سُناتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو سولی نہیں دی گئی۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبّہ لھم، وانّ الّذین اختلفوا فیہ لفی شکٍ مّنہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظنّ وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللّٰہُ الیہ۔

(سورۂ نساء آیت ۱۵۷-۱۵۸)

ترجمہ: "نہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شُبہ میں پڑے ہوئے ہیں کچھ نہیں ان کو اس کی خبر، صرف اٹکل پر چل رہے ہیں، اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک، بلکہ اس کو اللہ نے اپنی طرف اُٹھالیا۔"

اس کے علاوہ دیگر آیات قرآنیہ سے بھی حضرت قاری صاحب مدظلہ نے حضرت مسیحؑ کے مصلوب ہونے کی تردید فرمائی اور آپ کے بہ جسم عنصری آسمان پر اُٹھائے جانے کو دلائل سے ثابت فرمایا۔

حضرت قاری صاحب مدظلہ نے اپنے بیان میں عیسائی عقیدۂ کفارہ کی بھی پُرزور تردید فرمائی اور زور دے کر کہا کہ کفارے کا مسئلہ اناجیل میں کہیں بھی نہیں پایا جاتا، اس کے سلسلہ میں عیسائیوں نے جو مفروضے قائم کیے ہیں وہ انجیل کی کسی بھی آیت سے ثابت نہیں ہوتے، نیز یہ عقیدہ خود حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات اور دیگر کُتب سماویہ کی تعلیمات کے بھی خلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے گناہ معاف کرنے کے لیے اپنے بیٹے کو دُنیا میں بھیجے اور وہ بیٹا تمام لوگوں کے گناہ اپنے اُوپر لاد کر بطورِ کفارہ سولی پر چڑھ کر جان دیدے تاکہ لوگوں کے گناہ معاف ہوں اور وہ راہِ نجات پائیں عیسائیوں کی یہ ساری باتیں من گھڑت اور بناوٹی ہیں۔

حضرت قاری صاحب کی تقریر کے بعد تمام شرکاء کیمپ سے کہا گیا کہ وہ اپنی اپنی معلومات کے مطابق عیسائیت سے متاثرہ مقامات کے بارے میں رپورٹیں پیش کریں، چنانچہ اس گزارش پر مندرجہ ذیل علاقوں کی رپورٹیں پیش کی گئیں۔

(۱) میل وشارم مدراس (۲) لکسر جنکشن (۳) شانتی پور ندیا بنگال (۴) تحصیل نوح گوڑ گانوہ میوات (۵) مقام مالوہ ایم، پی (۶) اجمیر و بیاور (۷) بانڈی پورہ کشمیر (۸) مدرسہ گنیش پور مہراج گنج (۹) سوپور

بارہ مولہ کشمیر (۱۰) سونگڑہ کٹک اڑیسہ (۱۱) برہنپور بردولن (۱۲) ورنگل اے، پی (۱۳) نلگنڈہ آندھرا پردیش (۱۴) کھجرانہ اندور، ایم، پی (۱۵) گوالپارہ آسام (۱۶) بلگام کرناٹک (۱۷) ہاپوڑ بلند شہر (۱۸) تلوجہ رائے گڑھ بمبئی (۱۹) تامل ناڈو (۲۰) بھرت پور میوات۔

مذکورہ علاقوں سے جو رپورٹیں آئیں ان میں قدرے مشترک یہ باتیں ہیں۔

(۱) کثیر تعداد میں مسلمانوں کا مرتد ہونا (۲) غربت اور ناخواندگی کی وجہ سے مسلمانوں کا عیسائیت قبول کرنا (۳) عیسائی مبلغین کا گاؤں گاؤں پھر کر تبلیغ کرنا (۴) عیسائی نرسوں کا مسلمانوں کے گھر ولادت کے موقع پر فری سہولیات مہیا کرنا (۵) عیسائیوں کا جگہ جگہ اسکول اور ہسپتال قائم کرنا وغیرہ۔

اس مرحلہ پر آکر کیمپ کی تیسری نشست کا اختتام ہوا۔

کیمپ کی چوتھی اور آخری نشست

یہ نشست جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مسجد رشید کی پہلی منزل میں ہوئی، اس نشست میں حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ، (جو علالت کی وجہ سے دہلی میں زیرِ علاج تھے) کا تحریری خطاب پیش ہوا جسے حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب مدظلہ، نے پڑھ کر سنایا، مولانا مدنی کے تحریری خطاب کا خلاصہ یہ تھا۔

موجودہ دور میں عیسائی مشنریاں انگلش میڈیم اسکول، کالج، ہسپتال، عورتوں کی سماجی تنظیمیں بنا کر، نیز غلّہ، پیسہ دے کر اور چھوٹی صنعتیں قائم کر کے عیسائیت کے فروغ کے لیے کام کر رہی ہیں۔

اس وقت بنگلہ دیش میں ایک کروڑ سے زائد عیسائی ہیں مدر ٹریسا نے مرنے سے پہلے کہا تھا کہ بنگلہ دیش پچاس برس میں کرسچین کنٹری بن جائے گا۔

عیسائیوں کی سب سے بڑی تنظیم این، جی، او ہے اس کے اکیس ہزار اسکول چل رہے ہیں، نوّے ہزار با تنخواہ لڑکیاں گاؤں، گاؤں ہر جگہ جا کر اسلام کے خلاف کام کر رہی ہیں۔

ہندوستان کے مختلف حصّوں میں الگ الگ طریقے سے عیسائیت کو پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ دہلی کی مختلف کالونیوں میں عیسائیوں کی طرف سے آدھا کلو دودھ فی خاندان مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ تعلیم کے نام پر غریب بے سہارا افراد سے ان کے بچّے لے کر اسکولوں میں پڑھاتے ہیں

اور مختلف ترکیبوں سے عیسائی بنالیتے ہیں۔

جنوبی ہند میں مشنری عورتوں کے ذریعہ مسلمان عورتوں کو مالی امداد دے کر معاشی ترقی میں تعاون کے نام پر سودی قرض دیا جاتا ہے اور پچاس روپیہ ہفتہ سود ادا کرنے کے لیے اتوار کو مسلم خواتین جب چرچ میں حاضر ہوتی ہیں تو وہاں اُنھیں عیسائیت کی تعلیم دے کر اپنے دین سے دُور کرنے پر آمادہ کیا جاتا ہے، بنگلور وغیرہ میں مسلمان عورتوں کو بریانی کی دعوت دی جاتی ہے۔ عیسائیت سے قریب کرنے کے لیے ہسپتالوں کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

عیسائی بنانے کے لیے پورے ملک میں کروڑوں عربوں ڈالر خرچ کیے جارہے ہیں، اگر کہیں چالیس پچاس فیصد عیسائی ہو جائیں تو مسلمانوں کو بوسنیا، کوسوو اور انڈونیشیا کو نہیں بھولنا چاہیے، حالات کا تقاضا ہے کہ عیسائی فتنہ سے صرف نظر نہیں کرنی چاہیے، علماء اور مسلمان اہل علم کو کام کرنا چاہیے، ہماری یہ غفلت اور عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں سے صرفِ نظر سے دینی و ملّی وجود کے لیے سنگین نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔"

حضرت مولانا مدنی کے تحریری خطاب کے بعد شرکاء کیمپ کے اتّفاقِ آراء سے جو تجویز سامنے آئی اسے حضرت مفتی راشد صاحب مدظلہ اُستاذ دارالعلوم دیوبند نے پڑھ کر سُنایا اور تمام مندوبین نے ہاتھ اُٹھا کر تجویز کی منظوری کا اظہار فرمایا، تجویز کا مکمّل متن اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس چوتھی نشست کے آخر میں تمام مندوبین کو حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند کے ہاتھوں اسناد دی گئیں، اور پھر حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب مدظلہ نے دُعا فرمائی اور یہ دو روزہ تربیتی کیمپ بحسن وعافیت اختتام پذیر ہُوا۔

چاروں نشستوں کی نظامت کے فرائض حضرت مولانا قاری سیّد محمد عثمان صاحب نے انجام دیے، یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مختلف صُوبوں کے ایک سو اکسٹھ مندوبین نے شرکت فرمائی اور ہر مندوب کو دارالعلوم کی جانب سے ردِّ یہودیت وعیسائیت کے محاضرات کے علاوہ ۹ عنوانات کے پمفلٹ ہدیہ کیے گئے۔

(قسط : ۱)

دینی مسائل

وضو کا بیان

وضو کرنے کا طریقہ

وضو کرنے والے کو چاہیے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف مُنہ کر کے کسی اُونچی جگہ بیٹھے کہ چھینٹیں اُڑ کر اُوپر نہ پڑیں اور وضو شروع کرتے وقت بسم اللّٰہ کہے اور سب سے پہلے تین دفعہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے پھر تین دفعہ کلی کرے اور مسواک کرے۔ اگر مسواک نہ ہو تو کسی موٹے کپڑے یا صرف اُنگلی سے اپنے دانت صاف کر لے کہ سب میل کچیل جاتا رہے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ کر کے اچھی طرح سارے مُنہ میں پانی پہنچائے اور اگر روزہ ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جائے۔ پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے لیکن جس کا روزہ ہو وہ جتنی دُور تک نرم حصّہ ہے اس سے اُوپر پانی نہ لے جائے پھر تین دفعہ مُنہ دھوئے۔ سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے کہیں سوکھا نہ رہے۔ پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے اور ایک ہاتھ کی اُنگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں ڈال کر خلال کرے اور انگوٹھی چھلا چوڑی جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہو ہلا لے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جائے۔ پھر ایک مرتبہ سارے سر کا مسح کرے پھر کان کا مسح کرے۔ اندر کی طرف کا کلمہ کی اُنگلی سے اور کان کے اُوپر کی طرف کا انگوٹھوں سے مسح کرے۔ پھر اُنگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے۔ لیکن گلے کا مسح نہ کرے کہ یہ بدعت ہے اور منع ہے۔ کان کے مسح کے لیے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے سر کے مسح سے جو بچا ہُوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے اور تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت دھوئے۔

پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین دفعہ دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی اُنگلیوں کا خلال کرے۔ پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے۔

اہم تنبیہہ

اُوپر وضو کرنے کا طریقہ ذکر ہُوا لیکن اس میں

(۱) بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی چُھوٹ جائے یا کچھ کم ہو جاتے تو وضو نہیں ہوتا۔ جیسے پہلے بے وضو تھا اب بھی بے وضو رہے گا۔ ایسی چیزوں کو فرض کہتے ہیں۔

(۲) بعض باتیں ایسی ہیں کہ اُن کے چُھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں اُن کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے۔ اگر کوئی اکثر چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے۔ ایسی چیزوں کو سُنّت (موکدہ) کہتے ہیں۔

(۳) اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا اور شرع میں ان کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے۔ ایسی باتوں کو مستحب کہتے ہیں۔ ان کی مندرجہ ذیل صُورتیں ہیں۔

۱۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کام کو کبھی کیا ہُوا اور کبھی نہ کیا ہو ہمیشہ اور اکثر نہ کیا ہو، مثلاً گردن کا مسح۔

۲۔ اگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو ہمیشہ بھی کیا ہو لیکن وہ عبادت کے طور پر نہ ہو، عادت کے طور پر ہو مثلاً دائیں سے شروع کرنا۔

۳۔ وہ کام جس کو صحابہ اور تابعین نے دین کے اُصول کی موافقت میں پسند کیا ہو۔

(جاری ہے)

(قسط:۲)

خطبۂ صدارت

امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند

تحفظ سنت کانفرنس

منعقدہ ۷، ۸/صفر المظفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲، ۳/مئی ۲۰۰۱ء

غیر مقلدین کا صحابہ کرامؓ کے بارے میں عقیدہ و فکر بڑی حد تک شیعیت و رافضیت کا ترجمان ہے ان کے اکابر کی کتابوں میں صحابہ کرام کی ایک جماعت کو فاسق تک کہا گیا ہے اور اب جو نئی نئی کتابیں سلفیت کے مراکز سے چھپ کر آ رہی ہیں ان میں صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدینؓ کے بارے میں نہایت گستاخانہ اندازِ گفتگو اختیار کیا گیا ہے، مثلاً جامعہ سلفیہ سے شائع ہونے والی کتابیں اللمحات تنویر الآفاق اور ضمیر کا بحران وغیرہ میں اسلام کی اس مقدس جماعت (صحابہ کرامؓ) کے بارے میں جو کچھ تحقیق ریسرچ کے نام پر لکھا گیا ہے وہ ایک سنی العقیدہ مسلمان کے لیے قطعاً ناقابلِ برداشت ہے۔ "تنویر الآفاق" کی ان عبارتوں کو ذرا سینہ پر ہاتھ رکھ کر آپ حضرات بھی سن لیں، مصنف لکھتا ہے:

"اس بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ اپنی ذاتی مصلحت ہی کی بنیاد پر بعض خلفائے راشدین بعض احکامِ شرعیہ کے خلاف بہ خیال خویش اصلاح اُمت کی غرض سے دوسرے احکام، صادر کر چکے تھے، ان احکام کے سلسلہ میں ان خلفاء کی باتوں کو عام اُمت نے رَد کر دیا۔" (ص ۱۰۷)

اس سلسلے میں مزید ارشاد ہوتا ہے

"ہم آگے چل کر کئی ایسی مثالیں پیش کرنے والے ہیں جن میں احکام شرعیہ و نصوص کے خلاف خلفائے راشدین کے طرزِ عمل کو پوری اُمت نے اجتماعی

طور پر غلط قرار دے کر نصوص واحکام شرعیہ پر عمل کیا ہے۔" (ایضاً)

اس بدبخت مصنّف کے بغض صحابہ وخلفائے راشدین کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو لکھتا ہے:

"مگر ایک سے زیادہ واضح مثالیں ایسی موجود ہیں جن میں حضرت عمر یا کسی بھی خلیفہ راشد نے نصوص کتاب وسُنّت کے خلاف اپنے اختیار کردہ موقف کو بطورِ قانون جاری کر دیا تھا، لیکن پُوری اُمّت نے ان معاملات میں بھی حضرت عمر یا دوسرے خلیفہ راشد کے جاری کردہ قانون کے بجائے نصوص کی پیروی کی ہے۔" (ص ۱۰۸)

صحابہ کرام رضؓ اور خلفائے راشدینؓ کے بارے میں یہ طرزِ گفتگو خالص شیعی ذہنیت کی ترجمان ہے اور دین میں اللہ نے صحابہ عظامؓ کا جو مقام رکھا ہے ان کو اس مقام سے گرانے کی سعی نامحمود ہے، اس طرح کی عبارتوں سے یہ پُوری کتاب بھری ہُوئی ہے۔

یہ ہے اس جماعت نو پید کا فکری وعملی خاکہ جو روزِ روشن کی طرح آپ کے سامنے ہے، کہ اس کی چیرہ دستیوں سے نہ تو کتاب الٰہی کے مفاہیم ومدلولات محفوظ ہیں اور نہ ہی رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیثِ مقدسہ۔ اس جماعت کی غلو پسندی سے نہ تو حضرات صحابہ کا وہ مقام ومرتبہ محفوظ ہے جو اُنھیں اللہ اور اس کے رسول نے عطا کیا ہے اور نہ ہی فقہائے مجتہدین کا شرعی وعرفی احترام واکرام جن کے وہ مستحق ہیں اور اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے کہ اگر خدانخواستہ اُمّت کے دلوں سے ان مقدس اور بابرکت ہستیوں کی وقعت واہمیّت نکل گئی اور ملّت کی وابستگی اُن سے قائم نہ رہی تو پھر دین ومذہب کا خُدا ہی حافظ، کیونکہ انھی سلف صالحین اور ائمۂ دین کی سعیٔ مشکور اور مساعی جمیلہ کی بدولت دینِ اسلام بغیر کسی تحریف وتبدیلی کے اپنی اصلی حالت میں ہم تک پہنچا ہے لہٰذا دین اسلام کے ان محافظین کے خلاف بدگمانی پیدا کر کے ان کی خدمات سے انکار کر دیا گیا تو کیا دین کی صحت قابلِ اعتماد رہ سکے گی؟ سلف صالحین اور ائمۂ دین کے اس مقام ومرتبہ اور اہمیّت کو امام بیہقی رحؒ نے اپنی مشہور کتاب "دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ" کے مدخل میں بڑے اچھے انداز سے بیان کیا ہے، بغرض اختصار یہاں اس کے کچھ حصّہ کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے، امام بیہقی رحؒ لکھتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اُن پر اپنی مقدس کتاب نازل فرمائی اور خود اس کتاب عظیم کی حفاظت کی ضمانت لی، جیساکہ (سورۃ الحجر کی آیت ۹ میں) ارشاد ہے : " انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون" ہم ہی نے قرآن عظیم کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اور اپنے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کتاب مقدس کی تفسیر و تشریح کے منصب سے سرفراز فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا : " و انزلنا الیك الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم و لعلھم یتفکرون" اور ہم نے آپ پر کتاب عظیم اُتاری تاکہ آپ اس کتاب کے مضامین کو لوگوں پر اچھی طرح واضح کر دیں اور تاکہ لوگ اس واضح مضامین میں غور کریں اور نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنی کتاب کی تفسیر و بیان تک ان کی اُمت میں باقی رکھا اور اس کام کے مکمّل ہو جانے کے بعد آپ کو آغوشِ رحمت میں لے لیا اور (اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر نافذہ اور حکمت بالغہ سے) اُمّت کو ایسا واضح و روشن طریق فراہم کر دیا کہ اُمّتِ مسلمہ کو جب بھی کوئی نیا مسئلہ پیش آیا اس کے بارے میں صحیح رہنمائی کتاب و سُنّت سے صراحتًا یا دلالۃً حاصل ہو جاتی ہے، پھر اس اُمّت میں ہر ہر زمانہ میں ائمہ دین پیدا کرتے رہے جو شریعت کے بیان و تحفّظ اور بدعت کی تردید کی خدمات انجام دیتے رہتے ہیں، چنانچہ رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔" یرث هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین و تاویل الجاھلین" اس علمِ دین کو حاصل کرتے رہیں گے۔ بعد میں آنے والے ہر گروہ کے معتمد و ثقہ جو اس دین سے غلو پسندوں کی تحریف، اہلِ باطل کی کذب بیانی اور جاہلوں کی تاویل کی تردید و نفی کرتے رہیں گے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس ارشاد کے مصداق عہد صحابہ سے ہمارے زمانے تک برابر پائے جاتے رہے ہیں۔" (۱/۳/۴ طبع بیروت ۱۴۰۵ء)

حضرات! آمنائے دین و محافظان شریعت کی شان میں بدزبانی اور مذہب اسلام کے ان سچے

وفاداروں کے خلاف بدگمانی پھیلانا اس فرقہ کا خاص شیوہ ہے، ان کی تقریریں "اذا خاصم فجر" کی تصویر اور تحریریں "لعن آخر هذه الامة اولها" کی نمونہ ہوتی ہیں، امام الائمہ سراج الامۃ سیدنا امام ابو حنیفہؒ کو امامِ اعظم کہنا ان کے یہاں شرک ہے، مگر ملکۂ وکٹوریہ کو ملکہ معظّمہ کہنا عین توحید ہے، امام صاحب کی شان میں اس فرقہ کی بدزبانیوں کے لیے خاص طور پر اللمحات مصنّفہ محمد رئیس ندوی مطبوعہ ادارۃ البحوث الاسلامیہ والدعوۃ والافتاء الجامعہ السّلفیہ بنارس، اصلی اسلام کیا ہے مصنف ابوالاقبال سلفی مطبوعہ ادارہ دعوت الاسلام بمبئی، مذہب حنفی کا اسلام سے اختلاف شائع کردہ شہر جمعیۃ اہلِ حدیث بریلی، اختلاف اُمّت کا المیہ از فیض عام مطبوعہ پاکستان، امام ابوحنیفہؒ کا تعارف محدثین کی نظر میں از محمد بن عبداللہ ظاہری وغیرہ کتابیں دیکھی جائیں جن میں امام صاحب کی شان میں ایسی ایسی بدزبانیاں کی گئی ہیں۔ ایسی ایسی جھوٹی من گھڑت باتیں کہی گئی ہیں کہ شریف اور بامروت لوگ اس قسم کی باتیں زبان و قلم پر لانے سے شرم و عار محسوس کرتے ہیں۔

ادھر چند سالوں سے اس فرقہ نے عُلمائے دیوبند بالخصوص ان کے اکابر رحمہم اللہ کے خلاف ہمہ گیر پیمانے پر مہم چلا رکھی ہے اور اُنھیں نہ صرف یہ کہ دائرۂ اہلِ سُنّت والجماعت سے خارج بتا رہے ہیں بلکہ دائرۂ اسلام ہی سے خارج کر دینے کی ناپاک و نامراد کوشش میں لگے ہُوئے ہیں۔

پاسبانِ ملّت !

کون نہیں جانتا کہ عُلمائے دیوبند محدثین دہلی یعنی حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خانوادہ کے علمی و فکری منہاج کے وارث و امین ہیں اور مسند ہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے توسط سے سلف صالحین سے پُوری طرح مربوط ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر محدثین دہلی تک اسنادِ اسلام کی ہر کڑی کے پُورے وفادار ہیں اور سلف صالحین کی اتباع و پیروی کے اس حد تک پابند ہیں کہ اپنے مخلصانہ جہد و عمل سے چھوٹی سے چھوٹی بدعت کو بھی دین نہ بننے دیا۔

برّ صغیر میں ۱۸۵۷ء کے سیاسی انقلاب کے بعد انگریزوں کی بدنام زمانہ پالیسی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے تحت اسلام کے عظیم عقیدہ ختمِ نبوّت پر یلغار کی گئی اور انگریز کی خانہ ساز نبوّت کے داعی مُسلمانوں کو ارتداد کی اعلانیہ دعوت دینے لگے، اس ارتدادی فتنہ سے مُسلمانوں کو سب سے پہلے انہی عُلمائے دیوبند

نے خبر دار کیا اور اپنی گراں قدر علمی تصانیف، مؤثر تقاریر اور بے پناہ مناظروں سے انگریزی نبوت کے دجل و فریب کا اس طرح پردہ چاک کیا اور ہر محاذ پر ایسا کامیاب مقابلہ کیا کہ اسے اپنے مولد و منشا لندن میں محصور ہو جانا پڑا۔

اور جب وقت کی سیاسی آندھیوں نے قافلہ اسلام کی صفِ اوّل یعنی صحابہ کرام کی ناموس اور دین میں ان کی معیاری حیثیت پر حملہ کیا تو دفاع صحابہ میں علمائے دیوبند نے نہایت وقیع اور گراں قدر خدمات انجام دیں، جس کے آثار ہدیۃ الشیعہ، اجوبہ اربعین، ہدایۃ الشیعہ، ہدایات الرشید نیز امام اہلِ سُنّت والجماعت مولانا عبدالشکور فاروقی کی اس موضوع پر تصنیفات و مضامین اور صحابہ کرام کے مقام و مرتبہ اور اُن کے معیارِ حق ہونے سے متعلق حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کے علمی مقالات کی شکل میں آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

اسی عہد فتنہ ساز میں اتباع سُنّت اور حجیّت حدیث کا انکار کرنے والا ایک گروہ نمودار ہوا جس نے "مرکز ملّت" کے نام سے ایک نئی اصطلاح وضع کر کے قرآنِ حکیم کی تشریح و تعبیر کا مکمّل اختیار اس مفروضہ مرکز ملّت کو سونپ دیا کہ یہ نام نہاد مرکز ملّت زمانے کی اُمنگوں کے مطابق پیغمبر اسلام کے ارشادات، صحابہ کرام کے فیصلوں اور اجماعِ اُمّت سے قطع نظر کر کے جو چاہے فیصلہ کر دے۔

اس کے بالمقابل ایک دوسرے گروہ نے زبانی عشقِ رسول کے نام سے سر اُٹھایا جس نے اپنے علاوہ تمام طبقاتِ اسلام کو قابلِ گردن زدنی قرار دیا جب کہ عملاً اس کا حال یہ ہے کہ شریعت کے روشن چہرے کو مسخ کر کے دین میں نت نئے اضافے کرتا رہتا ہے اور من گھڑت افکار کو شریعت بتاتا ہے۔

اکابر دیوبند مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا مرتضٰی حسن چاند پوریؒ وغیرہ نے ان فرقوں کا کامیاب مقابلہ کیا اور ماضی قریب میں مولانا محمد منظور نعمانیؒ اور مولانا سرفراز خاں صفدر مدظلہ وغیرہ نے بھی اس محاذ پہ نہایت کامیاب خدمات انجام دیں۔

ہندوستان کی دینی و ثقافتی تاریخ سے واقف جانتے ہیں کہ علمائے دیوبند اسلام کی سُنّتِ قائمہ کے حامی اور بدعت سے بہت دُور ہیں اور ایسے کسی عمل کو جو شاہراہِ مسلسل سے نہ آئے اُسے وہ اسلام کا نام دینے کے لیے تیار نہیں کیونکہ اُن کا موقف اسلام کی سُنّتِ قائمہ سے مکمّل وفاداری کا ہے ان کے نزدیک

اہلِ سُنّت والجماعت وہ لوگ ہیں جو اسلام کی سُنّتِ قائمہ سے وابستہ اور جماعتِ صحابہ کے آثار و نقوش سے دین کی راہیں تلاش کرنے والے ہوں، ان حضرات کا یقین ہے کہ بدعات کا دروازہ کُھلا رکھنے سے تفریق بین المسلمین لازمی ہوگی کیونکہ بدعات ہر طبقہ کی اپنی اپنی ہوں گی، یہ فقط سُنّت ہے جو تمام طبقاتِ مسلمہ کو ایک لڑی میں پرو سکتی ہے اور ملّتِ واحدہ بنا کر رکھ سکتی ہے۔

اسی عہد شکست و ریخت میں حُکمران انگریزوں کی خُفیہ سرپرستی آریہ سماج کے ذریعہ فرزندانِ اسلام کو اسلام سے جُدا کر دینے کے لیے ارتداد کی تحریک پُوری قوّت سے شروع کی گئی۔

اسلام کے خلاف اس فکری محاذ پر حالات سے ادنیٰ مرعوبیت کے بغیر اکابر دیوبند نے اسلام کا کامیاب دفاع کیا، تقریر و تحریر، بحث و مناظرہ اور علمی و دینی اثر و نفوذ سے اس ارتدادی تحریک کو آگے بڑھنے سے روک دیا بالخصوص عُلمائے دیوبند کے سرخیل اور قائد و امام حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اس سلسلے میں نہایت اہم اور مؤثر خدمات انجام دیں۔

نیز تقسیمِ ہند کے قیامت خیز حالات میں جبکہ برّصغیر کا اکثر حصّہ خُون کے دریا میں ڈُوب گیا تھا، اس قیامت خیز دَور میں شدھی و سنگٹھن کے نام سے مُسلمانوں کو مرتد بنانے کی ایمان سوز تحریک برپا کی گئی اس موقع پر بھی عُلمائے دیوبند وقت کے خُونی منظر سے بے پروا ہو کر میدانِ عمل میں کُود پڑے اور خدائے عزیز و قدیر کی مدد و نُصرت سے ارتداد کے اس طوفان سے مُسلمانوں کو بحفاظت نکال لائے۔

مُسلمانوں کے اسی دورِ زوال میں عیسائی مشینری حکومتِ وقت کی بھرپور حمایت کے ساتھ برّصغیر میں اس زعم کے ساتھ داخل ہُوئی کہ وہ فاتح قوم ہیں، مفتوح قومیں فاتح کی تہذیب کو آسانی سے قبول کر لیتی ہیں، اُنھوں نے بھرپُور کوشش کی کہ مُسلمانوں کے دلوں سے اسلام کے تہذیبی و ثقافتی نقوش مٹا دیں یا کم از کم اُنھیں ہلکا کر دیں تاکہ بعد میں اُنھیں اپنے اندر ضم کیا جا سکے۔

اس محاذ پر بھی اکابر دیوبند نے عیسائی مشینری اور مسیحی مبلّغین سے پُوری علمی قُوّت سے ٹکر لی اور نہ صرف علم و استدلال سے ان کے حملے پسپا کر دیئے بلکہ عیسائی تہذیب اور اُن کے مآخذ پر کھلی تنقید کی، حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمہ کی تصانیف اظہار الحق، ازالۃ الشکوک، ازالۃ الاوہام اعجاز عیسوی، اصح الاحادیث اور معدن المواج المیزان، اس کی شاہد عدل ہیں، نیز حضرت حجۃ الاسلام مولانا

محمد قاسم نانوتویؒ، ان کے تلمیذ خاص حضرت مولانا رحیم اللہ بجنوری، حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ اور بعد میں حضرت مولانا مرتضٰی حسن چاندپوری علیہم الرحمہ وغیرہ نے اس محاذ پر گراں قدر خدمات انجام دیں۔

پھر جب ایک مرتب اسکیم کے تحت پُورے ملک میں انگریزی اسکولوں کا جال بچھا دیا گیا اور اسلامی مدارس کو ختم کر دینے کی غرض سے ان کے لیے دنیوی ترقی کی تمام راہیں مسدود کر دی گئیں، اس وقت ضروری تھا کہ قرآن و حدیث کی صحیح تعلیم اور اسلام کے آبرومندانہ ماحول کے لیے عربی دینی مدارس کو ہر طرح کی قربانی دے کر باقی رکھا جائے، نیز جدید دینی عربی مدارس قائم کیے جائیں اور اس کی امکانی سعی کی جائے کہ کوئی اجنبی چیز اسلام کے نام پر اسلام میں گھسنے نہ پائے۔

اس محاذ پر بھی اکابر دیوبند نے پُوری ذمّہ داری اور اسلام کے ساتھ مکمّل وفاداری کا ثبوت دیا اور برِّصغیر کے چپّے چپّے پر اپنی درس گاہوں کے ذریعہ علم و دین کے چراغ روشن کر دیے، اس سلسلے میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، ان کے رفیقِ خاص محدث کبیر مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی اور آزادی کے بعد شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہم نے کامیاب جدّوجہد کی۔

برّصغیر میں تحفّظِ اسلام کے سلسلے میں عُلمائے دیوبند کی خدمات کا یہ اجمالی تعارف بتا رہا ہے کہ پچھلی صدی مادی ترقیات کے ساتھ فکر و نظر کا جو انقلاب اپنے جلو میں لائی تھی اس کے دفاع میں علمائے دیوبند کی یہ تعلیمی، تبلیغی جدوجہد نہ ہوتی، تو نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا انجام کیا ہوتا اور کچھ بعید نہیں کہ متحدہ ہندوستان میں اسپین کی تاریخ دہرا دی گئی ہوتی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ اور تدبیر نافذہ سے عُلمائے دیوبند کو کھڑا کر دیا ــ جن کی بدولت اسلاف کی یہ امانت ہر نوع کے زیغ و ضلالت کی دست و بُرد سے محفوظ رہی، فالحمد للہ علیٰ ذلک و شکر اللہ سعیھم۔

فرزندانِ اسلام

حیف صد حیف کہ فرقۂ غیر مقلّدین اور خارجیت جدیدہ کے علم برداروں نے نصوص فہمی کے سلسلہ میں سلف صالحین کے مسلمہ علمی منہاج و دستور کو پسِ پشت ڈال کر اپنے علم و فہم کو حق کا معیار قرار دے کر اجتہادی مختلف فیہ مسائل کو حق و باطل اور ہدایت و ضلالت کے درجہ میں پہنچا دیا ہے۔ اور ہر وہ

فرد اور طبقہ جو اُن کی اس غلط فکر سے ہم آہنگ نہیں وہ ہدایت سے عاری، مبتدع، ضال و مضل اور فرقہ ناجیہ بلکہ دینِ اسلام ہی سے خارج ہے۔

کس قدر افسوس اور حیرت کا مقام ہے کہ جو چیز اُمّت کے لیے باعثِ رحمت اور عُلماء کے حق میں موجب کرامت تھی آج اسی رحمت و کرامت کو یہ خارجیت جدیدہ کے علم بردار علم و فہم سے کھلواڑ کرتے ہُوئے شقاوت و ضلالت باور کرانے پر تلے ہیں اور برِّصغیر ہند و پاک اور بنگلہ دیش میں چونکہ اہلِ سُنّت والجماعت کے مرکز عُلمائے دیوبند ہی ہیں اس لیے ایک خاص ذہنیت کے تحت قادیانیوں، رافضیوں وغیرہ فرقہ مکفرہ و ضالہ کے بجائے بطورِ خاص عُلمائے دیوبند اور اکابر دیوبند کو اپنی تضلیلی و تکفیری مشن کا ہدف بنا رکھا ہے۔ چنانچہ ماضی قریب میں "الدیوبندیہ" کے نام سے طالب الرحمٰن سلفی نامی غیر مقلد نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا عربی ترجمہ ابوحسان نامی کسی گمنام غیر مقلد نے کیا ہے، جو دارالکتاب والسنۃ کراچی سے شائع ہُوئی ہے یہ عرب ممالک بالخصوص سعودی عرب میں بغیر کسی رَدّ و قدح کے فروخت کی جارہی ہے اور ایک مہم بنا کر شیوخِ حجاز و نجد اور سرکاری دفتروں تک پہنچائی گئی ہے۔

اس فتنہ انگیز کتاب میں دیوبندی مکتبہ فکر کے مرکز دارالعلوم دیوبند کے بارے میں لکھا گیا ہے، دارالعلوم دیوبند سُنّت رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جنگ کرنے والا ادارہ ہے اور آپ کے طریقہ کو پھینک دینے والا ہے اس کی بُنیاد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی پر رکھی گئی ہے۔

(ص ۹۸)

دیوبندی عُلماء کے بارے میں تحریر ہے:

"دیوبندیوں کے اقوال و اعمال اور واقعات واضح علامت ہیں کہ ان میں شعوری یا غیر شعوری طور پر شرک سرایت کر گیا ہے اور وہ مُشرکین مکّہ سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔" (ص ۷۲)

اس کتاب کے صفحہ ۱۹ میں ہے:

"عُلمائے دیوبند عقیدۂ توحید سے بالکل خالی ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ توحید کے علم بردار ہیں۔"

حضرت شیخ الہند قدس سرہ پر محرفِ قرآن، کُفر صریح کا مرتکب اور اللہ پر صریح جھوٹ بولنے والے جیسے الزامات چسپاں کیے گئے ہیں۔ (ص ۲۶۶)

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی نور اللہ مرقدہ کو "ویلك یا مشرك" (اے مُشرک تیرے لیے بربادی ہو) سے خطاب کیا گیا ہے پھر آپ کی شان میں ایسی باتیں کہی گئی ہیں جسے قلم لکھنے پر آمادہ نہیں، کتاب مذکور کے صفحات ۱۲۳، ۱۷، ۱۹۰، ۲۵۳ وغیرہ خود دیکھیے۔

محدّث عصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ پر بدعت کی تہمت عائد کی گئی ہے "محمد انور بدعت کی طرف مائل تھا" (ص ۱۸)

"اکثر لوگ انور شاہ کی رائے پر چلتے ہیں، خُدا تجھ پر رحم کرے تم نے بدبودار تعصب کے ماحول میں پرورش پائی ہے تجھے توحید کے داعیوں سے شدید بغض ہے" (ص ۱۸)

حکیم الامّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کے بارے میں ہے:

"اگر اشرف علی کو اس بات کا خطرہ تھا کہ شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے پاس بیٹھنے سے وہ احوال پر مطلع ہو جائیں گے تو یہ کشف نہیں بلکہ شیطانی احوال ہیں"

(ص ۱۵۲)

محدّث جلیل حضرت مولانا محمد یُوسف بنوری کے متعلّق ہے:

"محمد یُوسف بنوری کا ابن عربی کی تعریف کرنا بنوری کے زندیق ہونے کی علامت ہے" (ص ۳۰)

دل پر جبر کر کے صرف یہ چند حوالے درج کیے گئے ہیں ورنہ پُوری کتاب علمائے حق پر کذب وافتراء اور دشنام طرازی ہی پر مشتمل ہے ابھی زمانہ قریب میں ایک کتاب "کیا عُلمائے دیو بند اہلِ سُنّت ہیں" کے نام سے عربی واُردو میں " المكتب التعاونى للدعوة والارشاد وتوعية الجاليات بالسلى ص ب ۱۴۱۹ الرياض" سے شائع ہُوئی ہے اور حج کے موقع پر بڑے پیمانے میں حجاج کرام میں تقسیم ہُوئی ہے اس کتاب میں علم وتحقیق کے اُصولوں کو یکسر نظر انداز کر کے عُلمائے دیو بند کو فرقہ ناجیہ جماعت اہلِ سُنّت سے خارج بتایا گیا ہے۔

علاوہ ازیں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے ایک فاضل شمس الدین سلفی کی ایک کتاب

"جهود علماء الحنفية في ابطال عقائد القبورية" تین ضخیم جلدوں میں شائع کی گئی ہے۔ یہ کتاب دراصل شمس الدین کا وہ مقالہ ہے جس پر اسے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی مکتبہ الدعوہ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی گئی ہے۔

جس میں "اشهر فرق القبورية" کے عنوان کے تحت عُلمائے دیو بند کو قبوری یعنی قبر پرست کہا گیا ہے۔ (ج ا ص ۲۹)

کتاب کے مقدمہ میں امام ابوحنیفہؒ اور مذہب حنفی پر نہایت رکیک اور توہین آمیز تبصرہ کیا ہے، اسی مقدمہ میں عُلمائے دیو بند کو قبوری کے ساتھ مرجئی و جہمی بھی کہا گیا ہے۔

(ج ا ص ۳۲ حاشیہ اور ص ۵۱، ۵۲)

علاوہ ازیں حضرت مولانا خلیل احمد محدّث سہارن پُوری، محدّث عصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ، حکیم الاُمّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کو قبوری، خرافی وغیرہ لکھا گیا ہے۔

عُلمائے دیو بند کے علاوہ ڈاکٹریٹ کے اس مقالہ میں علم کلام میں اشعری و ماتریدی مکتب فکر سے متعلق سارے عُلماء و فضلاء کو بالتکرار جہمی لکھا گیا ہے بالخصوص امام کرمانی شارح بخاری، حافظ سیوطی، علّامہ ابن حجر ہیثمی مکی، امام زرقانی شارح موطا اور شیخ عبدالحق محدّث دہلوی وغیرہ اساطین علمائے اہلِ سُنّت والجماعت اور خادمینِ کتاب و سُنّت کو نام بنام قبوری اور وثنی کے مکروہ خطابات سے نوازا گیا ہے۔

گویا دین خالص کا حامل اور سُنّت رسول پر عامل اُمّت میں بس یہی فرقۂ نوپید اور وہی شرذمۂ قلیلہ ہے جو اپنے آپ کو سلفی اور اہلِ حدیث کہتے ہیں اور ملّت کا سوادِ اعظم اور اُمّت کے وہ سارے طبقات جو عقیدۃً اشعری یا ماتریدی ہیں اور حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی ہیں اور مشائخ طریقت سے عقیدت وارادت رکھتے ہیں وہ سب اہلِ سُنّت والجماعت سے خارج بدعتی، قبوری، وثنی، جہمی، مرجئی وغیرہ ہیں، فالی اللہ المشتکی وھو المستعان۔

پُوری کتاب میں گنتی کے چند لوگوں کو چھوڑ کر پُوری ملّتِ اسلامیہ کو صحیح دین اسلام سے خارج کر دیا گیا اس پر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے ڈاکٹریٹ کی سند دیا جانا نہ صرف باعث حیرت بلکہ لائق مذمت

ہے ، یہ کس قدر تکلیف دہ حقیقت ہے کہ جو تعلیمی ادارہ قرآن و حدیث اور دیگر علومِ دینیہ کی اشاعت اور صحیح علوم کی تعلیم و تفہیم کے لیے وجود میں آیا تھا ، آج اسی علمی و دینی ادارہ سے مُسلمانوں کو صحیح دین سے خارج اور نکال دینے کا کام لیا جارہا ہے۔

مملکت سعودیہ عربیہ کو چونکہ حرمین شریفین سے ایک خاص انتساب ہے، اس حکومت نے حرمین شریفین کی توسیع و تزئین کے سلسلے میں جو تاریخی کارنامے انجام دیے ہیں نیز فریضۂ حج کی ادائیگی سے متعلق جس طرح کی بے مثال سہولتیں فراہم کی ہیں ان وجوہ سے عُلمائے دیوبند کا حکومت اور اربابِ حکومت سے مخلصانہ جذباتی تعلّق رہا ہے ، جس کا مظاہرہ بار بار ہوچکا ہے ، اس دیرینہ تعلّق کی بنا پر توقع کی جاتی تھی کہ فرقۂ غیر مقلدین ، ایک خاص منصوبہ کے تحت عُلمائے دیوبند پر جو ناروا کیچڑ اچھال رہے ہیں ، مملکت سعودیہ اور اس کے کارکنوں کی جانب سے اس انتشار افزا رویہ کی ہمّت افزائی نہیں ہوگی لیکن اس وقت مملکت سعودیہ سے عُلمائے دیوبند سے متعلق جس طرح کے غلط اور بے بنیاد مواد پوری دُنیا میں پھیلائے جارہے ہیں اسے دیکھ کر اب ہمارا یہی احساس ہے دانستہ یا نادانستہ طور پر مملکت عُلمائے دیوبند کے خلاف اس غلط مہم میں شریک کار ہے ، بلکہ سرپرستی کررہی ہے جس سے بیزاری اور نفرت کیے بغیر ہم نہیں رہ سکتے۔

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں

عُلمائے دین !

پُورے حالات آپ کی نگاہوں کے سامنے ہیں کہ آپ کے مذہب ، آپ کے مکتبِ فکر اور آپ کے اکابر کو خارجیت جدیدہ کے علم بردار غیر مقلدین کس قدر ہدفِ طعن و تشنیع بنائے ہُوئے ہیں ان حالات میں آپ کی مذہبی و فکری حمیّت کا کیا تقاضا ہے اسے آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں آپ حضرات کے بلند عزائم اور جہد و عمل کی بے پناہ قُوّت سے مجھے یہ توقع ہے کہ اس تقاضے کو بروئے کار لانے میں آپ کسی کوتاہی اور غفلت کے شکار نہیں ہوں گے۔

۱۔ فتنۂ غیر مقلدیّت کے اس موجودہ دَور میں ضرورت ہے کہ ہمارا اختلاط اس فرقہ کے لوگوں سے کم سے کم ہو، تاکہ ہماری موجودہ نسل اباحیت پسندی کی راہ سے دُور رہے اور اسلاف ، اکابر کے مسلک و عقیدہ کے بارے میں کسی طرح کے تذبذب کا شکار نہ ہو۔

۲۔ ضرورت اس کی بھی ہے کہ ہمارے بچے اور بچیاں اس فرقہ کے قائم کردہ مدارس و اسکولوں میں داخل نہ ہوں، اس لیے کہ اس کا تجربہ ہے کہ ہمارے جو بچے اور بچیاں غیر مقلدین کے مدارس اور اسکول میں داخل ہوتے ہیں ان کے اذہان و افکار پر غیر مقلدیت کی چھاپ پڑنی شروع ہو جاتی ہے اور ہمارے یہ بچے اپنے مسلک و عقیدہ اور اسلام کی صحیح تعلیمات سے آہستہ آہستہ دُور ہوتے چلے جاتے ہیں۔

۳۔ مدارس و مکاتب کے ذمہ داروں کو نصابِ تعلیم میں کچھ منتخب احادیث جن کا تعلق فقہی مسائل سے ہو ضرور شامل کرنا چاہیے ان احادیث کو طلبہ زبانی یاد کریں اور اُن کے ترجمہ و معنی سے بھی واقف ہوں تاکہ اُن کو شروع ہی سے یہ احساس ہو کہ جس مذہب کی وہ تقلید کرتے ہیں، اُس کی بنیاد کتاب و سُنّت پر ہے۔

اگر ان باتوں کا لحاظ کیا جائے تو اللہ کے کرم سے اُمّید ہے کہ ہمارے بچے اور بچیاں غیر مقلدیّت کے فتنہ کا شکار ہونے سے بڑی حد تک محفوظ رہیں گے۔

اس سمع خراشی کی معذرت کے ساتھ میں اپنی گزارشات کو اَب ختم کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے عزائم میں، ارادوں میں پختگی، اعمال میں اخلاص پیدا فرمائے اور ہمیں اپنے دین، مذہب اور اکابر کی عزّت و ناموس کی حفاظت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسّلام
علی سیّد المرسلین و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

المعراج الیکٹرو ہومیو پیتھک میڈیکل کالج میں داخلہ

ڈی۔ ای۔ ایچ ایم، بی۔ ای۔ ایچ ایم، ڈی۔ ڈی۔ ایس۔ سی میں داخلہ کے لیے فری پراسپکٹس جوابی لفافہ بھیج کر منگوائیں۔ طلبہ و طالبات داخلہ لے سکتے ہیں۔ تعلیم کے دو طریقے اپنائے ہیں۔
(۱) ریگولر کلاسز (۲) تعلیم بذریعہ ڈاک، خط و کتابت۔

پتہ: چاہ میاں سوہنا گلی نمبر 7 مکان 1/16 مالی پورہ راوی روڈ لاہور

نوٹ: وفاق المدارس کے فارغ التحصیل علماء بھی داخلہ لے سکتے ہیں۔

دارالافتاء

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الواحد زید مجدہم

○

بعض مساجد کے ہال میں شیشے لگے ہوتے ہیں اور صحن میں بھی نمازی ہوتے ہیں ہال کے شیشے بند ہونے کی صورت نمازی آگے سے گزرتے ہیں آیا شیشے کا سترہ ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب باسم ملہم الصواب حامدا و مصلیا

شفاف شیشے کی چادر سترہ نہیں ہے۔ سترہ کے لیے حاجب ہونا بھی ضروری یعنی وہ ایسا ہو جو پردہ کا کام کرے۔

۱۔ فی الصحیحین عنہ علیہ الصلوۃ والسلام اذا صلی احدکم الی شیئ یسترہ من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ (حلبی ۳۲۹)

بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی ایسی شیئ کی طرف کو نماز پڑھے جو لوگوں سے اس کی اوٹ اور پردہ کر دے۔

۲۔ بحرالرائق میں ہے ولا بأس بترک السترۃ اذا امن المرور ولم یواجہ الطریق لان اتخاذ السترۃ للحجاب عن المار ولا حاجۃ بہا عند عدم المار۔

جب یہ اطمینان ہو کہ سامنے سے کوئی نہ گزرے گا اور سامنے راستہ بھی نہ ہو تو سترہ نہ لگانے میں کچھ حرج نہیں اس لیے کہ سترہ گزرنے والوں سے حجاب اور آڑ ہونے کی خاطر قائم کیا جاتا ہے اور جب کوئی گزرنے والا ہی نہ ہو تو حجاب اور سترہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

قال العلامۃ الحلبی و یظھر ان الاولی اتخاذھا فی ھذا الحال وان لم یکرہ الترک لمقصود اخر وھو کف بصرہ عما وراء ھا وجمع خاطرہ بربط الخیال (۱۸ ج ۲)

علّامہ حلبی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ اس حالت میں بھی سترہ قائم کرنا بہتر ہے گو چھوڑ دینا مکروہ نہیں۔ اس لیے کہ سترہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ نمازی کی نگاہ سترہ سے آگے نہ جانے پائے اور خیال کے سترہ کے ساتھ مربوط ہونے کی وجہ مجتمع رہے۔

مسجد میں شفاف شیشہ لگا ہو تو اس پر نیچے سے ڈیڑھ فٹ کی اونچائی تک کوئی کاغذ یا ٹیپ چپکا دی جائے تو پھر وہ سترہ کا کام دے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالواحد غفرلہ

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز

NBB

نفیس بُک بائنڈرز

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے

مُناسب نرخ پر معیاری جِلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں

۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور ○ فون 7322408

(قسط:۲)

تحریکِ احمدیّت

برطانوی یہودی گٹھ جوڑ

زیرِ نظر مضمون جناب بشیر احمد صاحب کی انگریزی کتاب AHMADIYA MOVEMENT
BRITISH-JEWISH CONNECTION ——— کا اُردو ترجمہ
(تحریکِ احمدیت برطانوی یہودی گٹھ جوڑ) ہے جو جناب احمد علی ظفر صاحب نے کیا ہے۔ کتاب کا مواد انڈیا آفس لائبریری لندن سے حاصل کیا گیا ہے جو پنجاب انٹیلی جنس کی رپورٹ پر مشتمل ہے۔ ادارہ اس کی مخصوص افادیّت کے پیشِ نظر اسے قارئین کرام کی خدمت میں ہر ماہ پیش کرنے کو اپنی دینوی اور دینی سعادت خیال کرتے ہوئے بنام خُدا اس کی ابتدا کرتا ہے اس کتاب کے مندرجات میں اصل مضمون سے ہٹ کر اگر کہیں مصنّف نے اپنے ذاتی رجحانات کا اظہار کیا ہے تو ادارہ کا اس سے اتّفاق ضروری نہیں ہے۔ (ادارہ)

پہلی جنگِ عظیم (۱۸-۱۹۱۴ء)

۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۹۱۸ء تک احمدی سیاسی طور پر خاموش رہے۔ ان کی سرگرمیاں جیسا کہ عموماً ہوتی تھیں زیادہ تر عوامی خطابات تک محدود رہتی ـــ جن کے حاضرین کی تعداد کبھی بھی قابلِ ذکر نہ رہی تھی جنگِ عظیم کے دوران اُن کا ریکارڈ مکمّل طور پر وفاداری کا رہا۔ حکومت کے جنگی قرضوں میں اُنھوں نے چندے دیے اور جنگ کے آخر میں احمدیوں نے ڈبل کمپنی کی پیش کش کی جسے جنگ کے خاتمہ کی وجہ سے عملی جامہ نہ پہنایا جاسکا۔ نتیجۃً ایک علاقائی یونٹ قائم کرلی گئی۔

حکومت خود اختیاری کے بارے میں نظریہ

۱۹۱۷ء میں ترقی پسندانہ حکومت خود اختیاری برائے ہندوستان کے اعلان نے قادیان گروہ کے سیاسی مفادات میں ہلچل پیدا کردی اور خلیفہ نے اپنے فرقہ کے نظریات کے اظہار میں سستی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اس نے ہندوستان کی حکومت خود اختیاری کی تجویز کے خلاف اس بناء پر احتجاج کیا کہ ہندوستان میں بے محابہ مذہبی تنگ نظری رائج تھی۔ عین اسی وقت اس نے اپنے آپ کو نسلی مساوات، وسیع تر تعلیم، صنعتی ترقی اور وسیع تر ہندوستانیت کا حامی قرار دیا۔ ۱۹۲۱ء میں دوبارہ قادیانی شاخ نے ناظم ریاست برائے ہند کو ایک خطبہ پیش کیا جس میں یہ بیان کیا گیا کہ ہندوستان کو اہم اور دُور رس اصلاحات کی ضرورت نہیں بلکہ نسلی امتیازات کے خاتمے اور وسیع تر تعلیم کا مطالبہ کیا۔ اس خطبے میں ہندوستان میں مذہبی تنگ نظری پر زور دیتے ہُوئے کہا کہ جب تک لوگوں کے ذہنوں پر مذہبی تعصب طاری ہے حکومت اور ہندوستان میں برطانوی عنصر کو غالب رہنا چاہیے۔

خلافت۔ ہجرت۔ عدم تعاون کی تحریکیں۔ (۱۹۱۹ء)

اُنھوں نے ترکوں کے مسئلے پر مُسلمانوں کے احتجاج میں بالکل شرکت نہ کی سوائے اس جمع خرچ کے کہ اسلامی دُنیا کے جذبات کا خیال رکھا جائے اور بڑی بے باکی سے تسلیم کیا کہ اُنھیں سلطان سے کوئی وفاداری نہیں بلکہ اسے ایک دنیاوی حکمران قرار دیا جس کے اقتدار میں وہ رہ رہے تھے۔ انھوں نے تحریکِ ہجرت کی مخالفت اس خیال سے کی کہ ہجرت کے لیے لازمی اسلامی شرائط پُوری نہیں ہو رہی ہیں۔ خلافت اور عدم تعاون کی تحریکوں کے دوران وہ مکمّل طور پر حکومت کے حامی رہے ——————

—————— قادیانی فریق نے "ترک امن" اور "عدم تعاون اور اسلام" پر رسالے شائع کیے جن میں عدم تعاون۔ ہجرت اور جہاد کی قطعی طور پر مذمّت کی۔ ۱۹۱۹ء کی پنجاب میں بدامنی کے دوران وہ مکمّل طور پر وفادار ہی رہے۔

شدھی تحریک :۔ (۱۹۲۳ء)

۱۹۲۳ء میں شدھی تحریک کے پھیلاؤ کی مخالفت کے سلسلے میں احمدیوں نے منظرِ عام پر آکر

اپنے آپ کو اجاگر کرنا شروع کیا۔ان کی تبلیغی تنظیمیں مثلاً مرزا غلام احمد کی قائم کردہ "انجمن اشاعت احمدیہ لاہور" قادیان کی "انجمن اشاعت اسلام" توکئی سال پہلے سے وجود میں آچکی تھیں مگر انہیں اس وقت تک شہرت نہیں ملی تھی جب سوامی شردھانند کے شدھی کے کام کی مخالفت نے احمدیوں کو موقع فراہم کیا اور اس موقع سے آریہ سماج کے مخالف اور اسلام کے چیمپئن ثابت کرنے کا انہوں نے فوری طور پر فائدہ اُٹھایا۔ یہ معاندت جس کے ڈانڈے پنڈت لیکھ رام کے قتل سے جاملتے ہیں نتیجۃً بہت تلخ ہوکر رہ گئی۔

مرزا محمود کا دورۂ یورپ :۔ (۱۹۲۴ء)

۱۹۲۴ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے معتمدین کے ہمراہ یورپ کا دورہ کیا۔ یہ گروہ پیرس، رُوم، لندن اور وینس گیا۔ بعد میں یہ اطلاعات موصول ہوئیں کہ مرزا کے اشتراکیوں اور جرمن قوم پرستوں سے روابط رہے تھے۔مگر ان اطلاعات کو دُرست تسلیم کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ احمدی رُوس میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں کیونکہ ایک پیشین گوئی پر اُن کا عقیدہ ہے کہ ایک دن اُنہیں ماسکو پر غلبہ حاصل ہوجائے گا۔

کابل میں احمدیوں کا قتل (۲۵-۱۹۲۴ء)

احمدیوں کی مذہب تبدیل کرانے کی لگن کو افغانستان کے علاوہ بیرونِ ملک کہیں بھی سنجیدہ مخالفت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ستمبر ۱۹۱۸ء میں یہ اطلاع ملی کہ کابل اور افغانستان کے دیگر صُوبوں میں احمدیہ تحریک آہستہ مگر مسلسل پھیل رہی ہے۔اس وقت کی اطلاعات سے یہ ظاہر ہُوا کہ احمدی ہر لحاظ سے مکمّل طور پر افغان مخالف تھے اور یہ پرچار کررہے تھے کہ افغانستان "دارالحرب" ہے جبکہ ہندوستان "دارالسلام" ہے بلاشُبہ یہ اسی وجہ سے تھا کہ چند سال قبل دو احمدی مولویوں کو سنگسار کردیا گیا تھا۔اور اس وقت کے امیر افغانستان نے احمدیوں کے بارے میں سخت گیر رویّہ اپنا رکھا تھا۔ اگست ۱۹۲۴ء کے آخر میں نعمت اللہ خان نامی ایک احمدی مبلّغ کو کابل میں ارتداد کی بناء پر سنگسار کردیا گیا۔اس کی موت پر ہندوستان میں نہ صرف احمدی سیخ پا ہوئے بلکہ زیادہ تر رجعت پسند مُسلمان پریس نے بھی اس کا بُرا منایا۔فروری ۱۹۲۵ء

میں کابل میں دو دکانداروں کو بھی مرتد ہو جانے پر سنگسار کر دیا گیا۔ ملاؤں (علماء) نے ارتداد کی بناء پر انہیں سزا سنائی اور اس سزا کو افغان حکام کی منظوری بھی حاصل تھی کیوں کہ سزا کے وقت ایک مہتمم پولیس اور پندرہ برقنداز (کانسٹیبل) بھی موقع پر موجود تھے۔ پورے ہندوستان میں احمدیوں کے احتجاجی جلسے ہوئے اور انگلستان میں بھی احمدیوں نے صدائے احتجاج بلند کی۔ اس سنسنی خیزی سے امیر نے بھی ہاتھ روک لیے کیوں کہ اس کے بعد اس طرح کی کوئی موت واقع نہیں ہوئی۔ ان اموات کے بعد یہ افواہیں پھیلنے لگیں کہ کابل میں احمدیہ عقائد کی نشر و اشاعت کے لیے احمدیوں نے جتھے بھجوانے پر غور و خوض کرنا شروع کر دیا ہے مگر یہ بیل کبھی منڈھے نہ چڑھ سکی۔ موجودہ شاہ افغانستان (امان اللہ) کے ساتھ احمدیوں کے تعلقات دوستانہ ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ اس کے انگلستان کے حالیہ دورہ کے موقع پہ احمدیہ گروہ نے اسے خطبہ استقبالیہ پیش کیا تھا۔

آریہ سماجی محاربت :۔ (۱۹۲۷ء)

۱۹۲۷ء میں "رنگیلا رسول" کے معاملے میں مسلمانوں میں پھیلے اشتعال نے ایک بار احمدیوں کو موقع فراہم کر دیا کہ وہ راسخ العقیدہ مسلمانوں کے قریب آسکیں اور اسلام کے چیمپئن بن سکیں۔ "رنگیلا رسول" کے احتجاج سے بہت پہلے ہی لاہوری فرقہ آہستہ آہستہ آریہ سماجیوں کے خلاف اسلام کا ترجمان خیال کیا جانے لگا تھا۔ ایسے رسالے جاری کیے گئے جن میں یہ بیان کیا گیا کہ وہ قادیان کے مرزا کو اپنا "نبی" نہیں مانتے جو ایسا کہے گا وہ کافر ہے بلکہ اُسے محض ایک مصلح اور ہادی سمجھتے ہیں۔ ایسا سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے پیچھے لگانے کے لیے کیا گیا۔ اس نظریہ نے لاہور کے پڑھے لکھے طبقے کا خصوصی طور پر بڑے مختصر عرصے میں اُن کے حق میں رُخ پھیر دیا اور وہ لاہور میں اسلامی نظریئے کے سرخیل بن گئے۔ "رنگیلا رسول" مناقشت کے دوران لاہوری فریق نے احتجاج میں نسبتاً کم حصہ لیا۔ اس کے ارکان زیادہ تر اس کے حامی تھے کہ مسلمان ہندوؤں کا معاشی مقاطعہ کریں اور بلاشبہ انہوں نے لاہور میں ہندوؤں کی دکانوں کی تعداد کم کرنے اور مسلمانوں کی دکانیں کھلوانے کی ذمہ داری بھی لی۔ ۱۹۲۷ء میں ۱۶ر اگست کے اُن کے بڑے رسالوں میں سے ایک "لائٹ" کے شمارے میں انہوں نے ایک اشتعال انگیز فرقہ وارانہ مضمون شائع کر کے کافی توجہ حاصل کر لی۔ یہ مضمون جس کا عنوان FIGHT TO FINISH (خاتمہ کے

لیے لڑو) تھا عملی طور پر تشدّد بھڑکانے کی ایک کُھلی ترغیب تھی جبکہ دوسرے مضامین بھی انتہائی جارحانہ اور معاشرتی تفریق پیدا کرنے کی سعی تھی۔ اس کے مدیر پر تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۵۳۔ الف کے تحت مقدمہ چلا کر اسے سزا دی گئی۔

اشتعال انگیز اشتہار :۔ (۱۹۲۷ء)

مئی ۱۹۲۷ء میں لاہور میں فرقہ وارانہ بدامنی اور اس کے انجام۔ پیغمبرِ اسلام کی تضحیک اُڑانے والے رسالہ "رنگیلا رسول" کے مصنف کی بریت پر بڑھتے ہُوئے مُسلمانوں کے احتجاج۔ ایک دوسرے آریہ رسالے "امرتسر کا رسالہ ورتمان" چھپنے والے بدزبانی پر مشتمل ایک مضمون "جہنم کی سیر" کی اشاعت۔ "مُسلم آؤٹ لک" کے مالک اور مدیر کو توہینِ عدالت پر دی گئی سزا کو جسکی وجہ یہ تھی کہ اُنھوں نے عدالت عالیہ کے اس جج کی بددیانتی اور جانبداری پر سوالات اُٹھائے تھے جس نے رسالہ "رنگیلا رسول" کے مصنّف کو بری کر دیا تھا اور جس کے نتیجے میں مُسلمانوں نے عدالتِ عالیہ پر بلاجواز حملہ کر دیا تھا۔ قادیانیوں نے فرقہ وارانہ تشہیر کے لیے بہانہ بنا کر خُوب اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا۔ لاہور کے فسادات کے بعد فرقہ وارانہ بے چینی لاہور میں اس وقت اور بھی شدید ہو گئی۔ جب قادیان کے مرزا کے دستخطوں والے اشتعال انگیز اشتہارات منظرِ عام پر آنے لگے۔ دوسری جگہوں پر مرزا نے اشتہارات جاری کرا دیے جن میں مُسلمانوں کو یہ نصیحت کی گئی کہ وہ ہر وقت حتّٰی کہ نماز کے وقت بھی اپنے ساتھ لاٹھی رکھیں۔ رسالہ ورتمان کے اس اشتعال انگیز مضمون کو کبھی اتنی تشہیر نہ مل سکتی اگر مرزا اس کے کثیر مواد پر مبنی ایک اشتعال انگیز اشتہار جاری نہ کرتا۔ اس اشتہار کو ممنوع قرار دیا گیا کیونکہ اُس نے اس مضمون کو بذاتِ خود بلاجواز کافی تشہیر دے دی تھی۔ مُسلمانوں کے اس جائز خدشے سے جو "رنگیلا رسول" کے مصنّف کی بریت سے پیدا ہو گیا تھا کہ مبادا قانُون جو کہ بانیانِ مذاہب پر رکیک حملوں کے آگے بے بس تھا۔ پیغمبر (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر حملہ کرنے کے ذمہ دار کو وہ سے بدلہ لینے کی خواہش کے تابع نہ آجائے اور ممکنہ طور پر اگرچہ بلاجواز مگر واضح ہو گیا کہ ایسے حملوں کو اہمیت احمدیوں نے دی ہے۔

(قسط : ٦)

فہمِ حدیث

ایمان، اسلام اور احسان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد صاحب

۱۸۔ عن تمیم الداری ان النَّبِیَّ صلّی اللہ علیہ وسلّم قَالَ
الدِّینُ النَّصِیْحَۃُ ثَلَاثًا قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ
وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ (مسلم)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین بار فرمایا دین تو خیر خواہی کرنے کا نام ہے۔ ہم نے پوچھا کس کی ؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، ائمہ مسلمین کی اور سب مُسلمانوں کی۔

۱۹۔ عَنْ حذیفۃ بْنِ الْیَمَانِ عن النَّبِیِّ صلّی اللہ علیہ وسلّم قَالَ مَنْ
لَا یَھْتَمُّ بِاَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَیْسَ مِنْھُمْ وَمَنْ لَمْ یُمْسِ
وَیُصْبِحْ نَاصِحًا لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِکِتَابِہٖ وَلِاِمَامِہٖ وَلِعَامَّۃِ
الْمُسْلِمِیْنَ فَلَیْسَ مِنْھُمْ (طبرانی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص مُسلمانوں کے معاملات کی فکر اور پروا نہیں کرتا وہ مُسلمانوں میں سے (کہلانے کے قابل) نہیں اور جس شخص نے صبح یا شام اس حالت میں کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب اور امام المسلمین اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی سے غفلت میں رہا تو وہ بھی مُسلمانوں میں سے (کہلانے کے قابل) نہیں۔

فائدہ : نصیحت (خیر خواہی) اس وقت کہلاتی ہے جب دل میں کوئی کھوٹ باقی نہ رہے۔ اس لیے اللہ کے لیے نصیحت کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے اور خُدا کے درمیان کوئی کھوٹ کا معاملہ نہ رکھے۔ اس کا سب سے بڑا کھوٹ یہ ہے کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے اور اس کی صفات میں اس کی شایانِ شان تنزیہ کا اعتراف نہ کرے اور اس کے اوامر و نواہی میں پوری مستعدی کا اظہار نہ کرے۔

کتاب اللہ کی نصیحت کا معنی یہ ہے کہ پُورے آداب کے ساتھ اس کی تلاوت کی۔ دل و جان سے اس کے معانی و مضامین کی تصدیق کی جائے۔ اس کے علوم کی نشر و اشاعت کی جائے، اس کی پیروی کی تمام عالم کو دعوت دی جائے اور اس کے ہر ہر امر و نہی پر عمل پیرا ہو۔

رسول کی نصیحت یہ ہے کہ اس کی رسالت کی تصدیق کی جائے، جو دین وہ لے کر آیا ہے اس کا ایک ایک حرف مانا جائے، ہر موقع پر اُس کی نصرت کے لیے تیّار رہے اس کے اصحاب اور اُس کے اہلِ بیت کی محبّت اور ان کا ادب پُورے طور پر ملحوظ رہے۔

ائمہ مسلمین کی نصیحت یہ ہے کہ ہر حق معاملہ میں اُن کی اعانت کی جائے، ان کے ساتھ جہاد میں شرکت کی جائے اور اگر وہ شریعت پر عمل پیرا ہوں تو اُن کے پیچھے نمازیں ادا کی جائیں اور جو صدقات و زکوٰۃ بیت المال کا حق ہیں وہ اُن کو ایمانداری کے ساتھ ادا کیے جائیں اور اُن کے ساتھ غداری نہ کی جائے۔

عام مُسلمانوں کی نصیحت یہ ہے کہ دنیوی اور اخروی سب مصلحتیں ان کو حسب ضرورت بتائی جائیں، ان کو ایذاء نہ دی جائے، ان کے عیوب کی پردہ پوشی کی جائے اور خیر خواہی میں اُن کو اپنے برابر سمجھا جائے۔

۲۰۔ عَنْ بَھْزِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اِنَّ الْغَضَبَ لَیُفْسِدُ الْاِیْمَانَ کَمَا یُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ

(بیہقی)

بہز بن حکیم اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (بے جا اور ضرورت سے زیادہ) غصّہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے جیسا کہ ایلوا شھد کو خراب کر دیتا ہے (کہ ایسی صورت میں آدمی اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کر جاتا ہے اور اس سے وہ باتیں اور وہ حرکتیں سرزد ہوتی ہیں جو اُس کے دین کو خراب کر دیتی ہیں۔

(جاری ہے)

خطرناک تعبیر

عطاء الرحمٰن از خانوخیل ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

ماہنامہ "الاحرار" لاہور (ماہ جولائی ۲۰۰۰ء) میں مسئلہ حیات النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر حضرت مولانا اخلاق حسین قاسمی صاحب دہلوی مدظلہم کا ایک مضمون شائع ہُوا ہے۔ جس میں مولانا تحریر فرماتے ہیں۔

"اس عقیدہ پر تو ساری اُمّت کا اتّفاق ہے کہ سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم "حیات" ہیں۔ لیکن وہ حیات کیسی ہے؟ برزخی (روحانی)، یا دُنیوی (جسمانی) اس کے جواب میں عُلماء کے دو مشہور مسلک سامنے آتے ہیں۔

پہلا طبقہ کہتا ہے سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم قبر شریف میں اسی طرح حیات ہیں جس طرح آپ جسم مُبارک کے ساتھ دُنیا میں حیات تھے۔ دوسرا طبقہ کہتا ہے آپ کی حیات برزخی ہے جیسی کہ شہداءً فی سبیل اللہ کی۔ لیکن نہ بالکل ان جیسی بلکہ اُن سے بہت ممتاز اور افضل (الاحرار ص ۳۲ ج ۳۰ شمارہ ۷)

مولانا کی یہ تقسیم محل نظر ہے اس لیے کہ اُمّت میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قبر مُبارک میں صرف روحانی زندگی کا قائل کوئی شخص نہیں گزرا۔ پُوری اُمّت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیات برزخی جسمانی عنصری پر متفق ہے اختلاف کیفیتِ حیات ہے۔ جیسا کہ اس کی وضاحت شیخ الحدیث محقق العصر حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "تسکین الصدور" میں فرمائی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں "مختلف مکاتب فکر کے عُلماء اس بات پر متفق ہیں کہ قبور میں حضراتِ انبیاء علیہم السّلام کی حیات اور زندگی ایک طے شدہ حقیقت ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ کافی تلاش اور خاصی کاوش کے باوجود سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی کے بعد بھی اہل السنّۃ والجماعۃ میں ایک شخص بھی ایسا نہیں مل سکا جو یہ کہتا ہو کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور علی الخصوص حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی قبر مُبارک میں زندہ نہیں۔ اور آپ کی رُوح مُبارک کا جسم اطہر

سے کوئی اتصال و ربط اور تعلّق نہیں۔ اُصولی طور پر حضرات انبیآء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی بعد از وفات قبورِ مطہرہ میں حیات کو تسلیم کرتے ہُوئے کُتب اہلِ السنۃ والجماعۃ میں اس حیات کی نوعیّت و کیفیّت میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ ان کی حیات دنیوی اور حسّی ہے۔ حضرت ملّا علی القاریؒ، علّامہ سمہودیؒ، امام تقی الدّین سبکیؒ، حافظ جلال الدین سیوطیؒ، نواب قطب الدین خانؒ کی عبارات میں دنیوی ل الدنیا اور حسّی وغیرہ کے الفاظ موجود ہیں۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد رُوح پر فتوح تو ملأ اعلیٰ علیین اور جنّت میں اس جگہ میں ہے جو آپ کی شایانِ شان ہے اور آپ کا جسدِ اطہر صحیح و سالم قبر مُبارک میں محفوظ ہے لیکن با ایں ہمہ آپ کی رُوح مُبارک کا آپ کے جسدِ اطہر سے اتصال و تعلق اور علاقہ ہے۔ جس تعلّق کی بناء پر آپ کو حیات اور اُس کے لوازمات علم و ادراک و شعور و اشتغال بالعبادات حاصل ہیں کہ عندالقبر اگر کوئی صلاۃ وسلام عرض کرے تو آپ بنفسِ نفیس خود سُنتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں۔" حضرت شیخ مدظلّہم کے الفاظ میں نوعیّت و کیفیّتِ حیات کا اختلاف اور اس کا ماحصل یہ ہے۔

۱: رُوح مُبارک کا یہ تعلّق جسدِ اطہر کے ساتھ علی سبیل الدخول ہو جیسا کہ پہلا گروہ کہتا ہے۔

۲: رُوح مُبارک کا یہ تعلّق جسدِ اطہر کے ساتھ علی سبیل الاشراق والاشراف ہو جیسا کہ دوسرا گروہ کہتا ہے۔ مولانا قاسمی کا تعلّقِ روح مع الجسد علی سبیل الاشراق والاشراف کو حیاتِ روحانی سے تعبیر کرنا انتہائی خطرناک تعبیر ہے۔ اور صاحب تسکین الصدور کا دعوٰی ہے کہ حیاتِ روحانی محض بلا علاقۂ رُوح مع الجسد کا قائل اُمّت میں کوئی شخص بھی نہیں گزرا۔ تسکین الصدور کو طبع ہُوئے عرصہ گزر چکا ہے اور اس عرصہ میں متعدّد بار یہ کتاب شائع ہُوئی ہے لیکن اس دعوٰی کو کوئی بھی آج تک غلط ثابت نہیں کرسکا تفصیلِ دلائل اور حوالہ جات کے لیے تسکین الصدور کا مطالعہ مفید رہے گا جو کہ واقعی اسم بامسمّٰی کتاب ہے۔ اور کی تمام تعبیرات و حوالہ جات و دلائل کو عُلماء کاملین و راسخین کی تائید حاصل ہے۔ **واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔**

حاصلِ مطالعہ

مولانا نعیم الدین صاحب ، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

محدثِ کامل بننے کی شرائط اور آداب

محدّثِ کامل بننے کی شرائط اور آداب کیا ہیں اور اس سلسلہ میں زمانۂ سابق میں کن کن مراحل سے گزرنا پڑتا تھا، اس سلسلہ میں علّامہ جمال الدین یُوسف المِزّیؒ رحمہ اللہ (م: ۷۴۲ھ) نے اپنی کتاب میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک عجیب واقعہ نقل فرمایا ہے، جس سے علمِ حدیث کی اہمیّت اور محدّثِ کامل بننے کے آداب و شرائط کا پتہ چلتا ہے۔ ذیل میں وہ واقعہ نذرِ قارئین کیا جاتا ہے — ملاحظہ فرمائیے:

علّامہ مِزّیؒ رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں۔

"ابوذر عمار بن محمد بن مَخْلَد کہتے ہیں: مَیں نے ابوالمظفر محمد بن احمد بخاریؒ سے سُنا آپ نے فرمایا: جب (قاضی) ابوالعباس ولید بن ابراہیم رَیّیؒ[1] کی قضاء سے معزول ہُوئے تو وہ ۳۱۸ھ میں بخارٰی تشریف لائے اُس دوستی اور محبّت کی تجدید کے لیے جواُن کے اور ابوالفضل محمد بن عبید اللہ کے مَابَین تھی، وہ ہمارے پڑوس میں آکر ٹھہرے، مجھے میرے استاذ ابوابراہیم اسحاق بن ابراہیم قاضی صاحب کی خدمت میں لے گئے اور اُن سے عرض کیا: میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس بچّے کو وہ احادیث سُنادیں جو آپ نے اپنے مشائخ رحمہم اللہ سے سُنی ہیں۔ قاضی صاحب

[1] رَیؔ: کسی زمانہ میں عراقِ عجم کا صدر مقام تھا اور تہران سے جو ایران کا موجودہ دارالسلطنت ہے چند میل کے فاصلہ پر آباد تھا۔

بولے ۔ مَالِیْ سَمَاعٌ ۔ مجھے تو سماع ___ حاصل نہیں ہے، ابو ابراہیم بولے یہ کیسے ہوسکتا ہے آپ تو فقیہ ہیں، اصل بات بتلائیے کیا ہے ؟ قاضی صاحب بولے بات یہ ہے کہ جب میں جوان ہُوا تو مجھے حدیث کی طلب، رجالِ حدیث کی معرفت، احادیث کی دِرایت اور احادیث کے سماع کا شوق ہوا چنانچہ میں بخارا میں محمد بن اسماعیل بخاریؒ کی خدمت میں چلا آیا۔ جنھوں نے کتاب التاریخ لکھی تھی اور جن کی طرف معرفتِ حدیث میں نگاہیں اُٹھتی تھیں، مَیں نے اُنھیں اپنا مقصد بتلایا اور اُن سے گزارش کی کہ اِس سلسلہ میں میری طرف توجہ فرمائیں، امام بخاریؒ نے فرمایا: بیٹا کسی معاملہ میں بھی اُس وقت تک دخل نہ دینا جب تک اُس کے حدُود کی معرفت اور اُن کی مقادیر کی واقفیت حاصل نہ کرلو۔ قاضی صاحب کہتے ہیں مَیں نے امام بخاریؒ سے عرض کیا کہ جس چیز (علم حدیث) کا مَیں نے قصد و ارادہ کیا ہے آپ مجھے اس کے حدود بتلا دیجیے اور جس چیز کا مَیں نے آپ سے سوال کیا ہے اس کی مقادیر بتلا دیجیے، امام بخاریؒ نے فرمایا: لو سُنو،

"ان الرجل لا یصیر محدثاً کاملاً فی حدیثہ الا بعد ان یکتب اربعًا مع اربعٍ کاربعٍ مثل اربعٍ فی اربعٍ عند اربعٍ باربعٍ علٰی اربعٍ عن اربعٍ لِاَربعٍ وکل ھذہ الرباعیات لا تُتم الا باربعٍ مع اربعٍ فاذا تمت لہ کلھا ھانت علیہ اربعٌ وابتُلِیَ باربعٍ فاذا صَبَرَ علٰی ذالک

کوئی شخص بھی محدّثِ کامل نہیں بن سکتا مگر اس کے بعد کہ وہ چار[1] چیزیں لکھے، چار[2] چیزوں کے ساتھ لکھے، چار[3] کی طرح لکھے، چار[4] کے مثل لکھے، چار[5] وقتوں میں لکھے، چار[6] حالتوں میں لکھے، چار[7] مقامات میں لکھے، چار[8] چیزوں پر لکھے، چار[9] سے لے کر لکھے، چار[10] کاموں کے لیے لکھے، اور یہ سب رُباعیات چار[11] کے ساتھ چار[12] کے بغیر پوری نہیں ہوتیں، پھر جب یہ سب رباعیات پُوری ہو جائیں گی تو اُس کے سامنے چار[13] چیزیں حقیر و بے وقعت ہوجائیں گی اور چار[14] چیزوں میں میں مُبتلا ہوگا، جب وہ شخص اِن پر صبر

اکرمه الله تعالیٰ فی الدنیا باربعٍ وَاَثابهٗ فی الآخرة باربعٍ قال قلتُ لهٗ فسِّرْ لِیْ رحمك الله ما ذکرتَ من احوال هذه الرباعیات عن قلبٍ صافٍ بشرحٍ کافٍ وبیانٍ شافٍ طلبًا للاَجْرالوافی قال نعم، اما الاربعة التی تحتاج الی کِتْبَتِهَا هی اخبارُ الرسول صلّی الله علیه وسلّم و شرائِعُهٗ ، والصحابة و مقادیرهم، والتابعین و احوالهم، وسائر العلماء وتواریخهم مع اسماء رجالها ، وَکُنَاهم وَ اَمْکِنَتُهم وازمنتُهم، کالتحمید مع الخُطَب والدعاء مع الترسل والبسملة مع السور، والتکبیر مع الصَلَوَات مثل المُسْنَدَات والمرسلات، والموقوفات والمقطوعات، فی صغره و فی

کرے گا تو اللہ تعالیٰ دُنیا میں چار[15] چیزوں کے ساتھ اس کا اکرام فرمائیں گے اور آخرت میں چار[16] چیزیں بطورِ ثواب عطا فرمائیں گے، قاضی صاحب کہتے ہیں مَیں نے امام بخاریؒ سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم و کرم فرمائے، آپ نے جو رباعیات ذکر فرمائی ہیں اِن کے احوال کی تشریح بیان فرما دیں، ایسے دل کے ساتھ جو صاف ہو ایسی تشریح کے ساتھ جو کفایت کرنے والی ہو اور ایسے بیان کے ساتھ جو شفا بخش ہو، پُورے پُورے اجر و ثواب کا طالب بن کر۔ امام بخاریؒ نے فرمایا: ہاں ہاں بیان کرتا ہوں، وہ چار چیزیں جن کے لکھنے کی تمہیں ضرورت ہے وہ یہ ہیں کہ (۱) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور آپ کے احکام (۲) صحابۂ کرام اور اُن کی تعداد (۳) تابعین اور اُن کے حالات (۴) بقیہ عُلماءِ اُمّت اور اُن کی تواریخ لکھے (۵) اِن کے ساتھ ساتھ رجالِ حدیث کے اسماء (۶) اُن کی کُنیتیں (۷) اُن کی جائے سکونت (۸) اُن کا زمانہ، حیات (یعنی سنینِ ولادت و وفات لکھے (۹) خطبوں کے ساتھ حمد و ثناء کی طرح (۱۰) ترسل کے ساتھ دُعا کی طرح (۱۱) سورتوں کے ساتھ بسم اللہ کی طرح

ادراکہ و فی شبابہٖ و فی کھولتہٖ عند شغلہ وعند فراغہٖ وعند فقرہ وعند غناہ ، بالجبال والبحار، والبُلدان والبراری، علی الاحجار، والاصواف والجلود والاکتاف، الی الوقت الذی یمکنہ نقلھا الی الاوراق عن من ھو فوقہ و عمن ھو مثلہ و عن من ھو دونہ و عن کتاب ابیہ، یتیقن انہ بخط ابیہ دون غیرہ لوجہ اللہ تعالیٰ طالبًا لمرضاتہٖ، والعمل بما وافق کتاب اللہ منھا، ونشرھا بین طالبیھاو مُحِبّیھا والتألیف فی احیاء ذکرہ بعدہ، ثم لا تتم لہ ھذہ الاشیاء الا باربعٍ التی ھی من کسب العبد اعنی معرفۃ الکتابۃ، واللغۃ، والصرف، والنحو،

(۱۲) اور نمازوں کے ساتھ تکبیر کی طرح لکھے ، (یعنی جس طرح خطبہ کے ساتھ حمد، دُعاء کے ساتھ ترسل، سورتوں کے شروع میں بسم اللہ اور نمازوں کے شروع میں تکبیر کا ہونا ضروری ہے اسی طرح رجالِ حدیث کے نام، اُن کی کُنیتیں اُن کی جائے سکونت اور اُن کے زمانہ حیات کا جاننا اور لکھنا ضروری ہے) (۱۳) پھر مسند (۱۴) مرسل (۱۵) موقوف (۱۶) مقطوع احادیث کے مثل حدیثیں لکھے (۱۷) بچپن میں لکھے (۱۸) لڑکپن میں لکھے (۱۹) جوانی میں لکھے (۲۰) بڑھاپے میں لکھے (۲۱) مصروفیت کی حالت میں لکھے (۲۲) فرصت کی حالت میں لکھے (۲۳) غریبی کی حالت میں لکھے (۲۴) امیری کی حالت میں لکھے (۲۵) پہاڑوں میں لکھے ۔ (۲۶) سمندروں میں لکھے (۲۷) شہروں میں لکھے، (۲۸) جنگلوں میں لکھے (۲۹) پتھروں پر لکھے (۳۰) اُونوں پر لکھے (۳۱) چمڑوں پر لکھے (۳۲) شانے (کی ہڈیوں) پر لکھے، تاوقتیکہ اُسے کاغذوں پر لکھنا میسّر آجائے (۳۳) اپنے سے بڑے سے لے کر لکھے (۳۴) اپنے برابر والے سے لے کر لکھے (۳۵) اپنے سے کم عمر والے سے لے کر لکھے (۳۶) اپنے والد کی کتاب سے لے کر لکھے ۔ بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ یہ والد ہی کا خط ہے

مع اربعٍ هي : من اعطاء
الله عزوجل ، اعني الصحة
والقدرة والحرص
والحفظ ، فاذا تمت
له هذه الاشياء
هان عليه اربعٌ
الاهل ، والولد ، والمال،
والوطن ، وابتلى
باربعٍ : بشماتة الاعداء
وملامة الاصدقاء ،
وطعن الجهلاء وحَسَد
العلماء فاذا صبر على
هذ المحن اكرمه الله
تعالٰى في الدنيا باربع:
بعز القناعة ، وبِهَيْبَةِ
النفس ، وبِلَذّة
العلم ، وبحيٰوة الابد
واثابه في الآخرة
باربعٍ : بالشفاعة لمن
اراد من اخوانه
وبظل العرش حيث
لا ظل الا ظله ، وبسقى
من اراد حوض نبيه

کسی اور کا نہیں، (۳۷) اللہ تعالیٰ کی رضا کے
لیے لکھے (۳۸) کتاب اللہ کے موافق حدیثوں پر
عمل کے لیے لکھے (۳۹) احادیث کو اُن کے طالبین
اور محبین میں نشر و اشاعت کی غرض سے لکھے
(۴۰) تالیف کی غرض سے لکھے تاکہ اِس کے بعد
اِس کا ذکر زندہ و جاوید رہے، پھر یہ سب
اشیاء اُن چار کے بغیر پُوری نہیں ہو سکتیں
جن کا تعلّق بندے کے کسب سے ہے مراد
یہ ہے کہ (۴۱) فنِ کتابت (۴۲) لغت (۴۳)
صرف (۴۴) اور نحو سے واقف ہو اِن چار
کے ساتھ چار چیزیں اور ہونی چاہئیں جن
کا تعلّق اللہ کی عطاء سے ہے یعنی (۴۵) صحت
(۴۶) قدرت (۴۷) علم کا شوق (۴۸) اور قوتِ
حافظہ کا ہونا جب اس شخص کے لیے یہ (اڑتالیس)
اشیاء پوری ہو جائیں گی تو اس کے سامنے چار
چیزیں حقیر اور بے وقعت ہو جائیں گی یعنی
(۴۹) بیوی (۵۰) بچّے (۵۱) مال و دولت (۵۲)
وطن، اور چار چیزوں میں مُبتلا ہو گا (۵۳) دُشمنوں
کی خندہ زنی میں (۵۴) دوستوں کی طرف سے
ملامت میں (۵۵) جہلاء کی طرف سے طعنہ زنی
میں (۵۶) اور ہم عصر عُلماء کے حسد میں، پھر
اگر وہ ان سب تکلیفوں پر صبر سے کام لے لے
گا تو اللہ تعالیٰ دُنیا میں چار چیزوں سے اِس کا

محمّد صلّی الله علیه وسلّم
وبجوار النّبیین فی اعلی
علیّین فی الجنة، فقد
اعلمتك یا بُنی مجملاً
جمیع ما کنتُ سمعت
من مشائخی متفرقا
فی هذا الباب، فاقبل
الآن علی ما قصدتنی له،
اَوْدَعْ، قال فهالنی قوله
وسکتُ متفکرًا،
واطرقتُ نادمًا، فلما رآی
ذالك منی قال: فان لا
تطق احتمال هذه المشاقّ
کلها فعلیك بالفقه
الذی یمکنك تعلّمه
وانت فی بیتك قارٌّ
ساکنٌ لا تحتاج الی بُعد
الاسفار ووطی الدیار،
ورکوب البحار وهو مع ذا ثمرة
الحدیث، ولیس ثواب
الفقیه بدون ثواب المحدث
فی الآخرة، ولا عزه باقل
من عز المحدث،

اکرام فرمائیں گے (۵۷) قناعت کی عزّت سے (۵۸) نفس کی ہیبت سے (۵۹) علم کی لذّت سے (۶۰) اور بقائے دوام سے اور آخرت میں چار چیزیں بطورِ اجر و ثواب کے عطا فرمائیں گے (۶۱) اپنے بھائیوں میں سے جس کی شفاعت کرنا چاہے گا اس کا حق (۶۲) عرشِ الٰہی کا سایہ جبکہ اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا (۶۳) حوضِ کوثر سے پانی پلانے کا حق (۶۴) جنّت کے اندر اعلیٰ علیّین میں انبیاء کرام کی رفاقت، لو بیٹا مَیں نے تمہیں وہ تمام باتیں مختصرًا بتادیں جو مَیں نے اپنے مشائخ سے اس سلسلہ میں متفرق طور پر سُنی تھیں، اَب تمہاری مرضی ہے کہ جس کام کا تم نے قصد و ارادہ کیا ہے اس کی طرف متوجہ ہو یا اُسے چھوڑ دو، قاضی صاحب کہتے ہیں مجھے امام بخاریؒ کی بات نے گھبراہٹ میں ڈال دیا اور میں خاموش ہوکر سوچنے لگا اور ندامت سے سر جھکا لیا، جب امام بخاریؒ نے میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا: اگر تم میں ان تمام مشقتوں کے جھیلنے کی طاقت نہیں ہے تو تم اس فقہ کو لازم پکڑ لو جس کا سیکھنا تمہارے لیے اُس صورت میں بھی ممکن ہے جبکہ تم گھر میں ٹھہرے رہو اور تمہیں سفروں کی دُوری اور شہروں کے

فلما سمعت ذالك نقص عزمي في طلب الحديث واقبلت على علم ما امكنني من علمه بتوفيق الله و منّه ، فلذالك لو يكن عندي ما امليه على هٰذا الصبي يا ابا ابراهيم :

فقال ابو ابراهيم : ان هٰذا الحديث الذي لا يوجد عند احدٍ غيرك خيرٌ من الف حديث يوجد مع غيرك "[1]

قطع کرنے اور سمندروں میں سواری کی ضرورت بھی نہ پڑے اور فقہ سہل الحصول ہونے کے باوجود حدیث ہی کا ثمرہ ہے اور آخرت میں فقیہ کا ثواب محدث کے ثواب سے کم بھی نہیں ہے، اور نہ فقیہ کی عزّت (کسی درجے میں بھی) محدث کی عزّت سے کم ہے ، جب میں نے امام بخاریؒ کی یہ بات سُنی تو میرا طلبِ حدیث کا ارادہ کم ہوگیا اور مَیں اللہ تعالیٰ توفیق اور اس کے فضل و کرم سے اس علم کی طلب میں لگ گیا جس کا سیکھنا میرے لیے (گھر رہ کر بھی) ممکن تھا، اس وجہ سے میرے پاس وہ روایات نہیں ہیں جو میں اس بچّے کو املا کراؤں اے ابوابراہیم ،

ابوابراہیم نے عرض کیا کہ یہ واقعہ جو آپ کے علاوہ کہیں اور سے نہیں مل سکتا یہ اُن ہزار باتوں سے بہتر ہے جو اوروں کے پاس مل سکتی ہیں

اس واقعہ سے جہاں علم حدیث کی اہمیّت اور کامل محدث بننے کی شرائط اور اس کے آداب معلوم ہُوئے وہیں یہ بھی پتہ چلا کہ علمِ فقہ بھی کچھ کم درجے کا علم نہیں ہے بلکہ وہ حدیث ہی کا ثمرہ ہے اور فقیہ کی عزّت وثواب ویسے ہی ہیں جیسے محدث کے۔

امام بخاریؒ کے اس واقعہ سے اُن حضرات کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو فقہ کے خلاف ہیں اور فقہاء کو بُرا کہتے ہیں ، العیاذ باللہ۔ اللہ ہمیں سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔

✿

---

[1] تہذیب الکمال ج ۲۴ ص۴۶

بزمِ قارئین

باسمہ الکریم

۷/اگست ۲۰۰۱ء

بخدمت برادرِ محترم حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب زید مجدہ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ گزشتہ دنوں لاہور گیا تو جامعہ مدنیہ جدید میں بہ غرض زیارت آپ کو اطلاع کیے بغیر وہاں پہنچا۔

اس عظیم منصوبے کے پایہ تکمیل کے لیے دُعاگو ہُوں۔ مولائے کریم جمیع مُسلمانوں کو اس کارِخیر کی طرف مائل ہونے کی توفیق دیں اور آپ کو ہمّت وطاقت کے ساتھ اس کی آبادی وترقی کی توفیق دیں۔ بندہ نے دل سے آپ کے دونوں اداروں کی ترقی وترویج اشاعتِ دین کے لیے دُعاگو ہے۔

اللہ تعالٰی حضرت اقدس سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ کو کروٹ کروٹ جنّت نصیب فرما کر ان کے درجات بلند فرمادیں اور حسنات کو قبول فرماویں۔ سب احباب کی خدمت میں السّلام علیکم۔

والسّلام مع الاحترام

دُعاگو دُعاجو

احقر عبدالرحیم نقشبندی غفرلہ

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

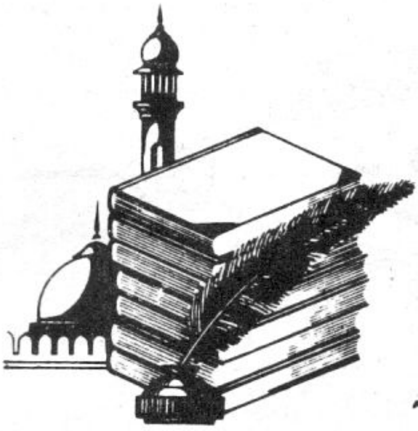

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : خطباتِ مفکرِ اسلام

مرتب : مولانا محمد کاظم ندوی

صفحات : ۳۶۶

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : طیب اکیڈمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

داعی کبیر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خصوصیات سے نوازا تھا جن میں تحریر و تقریر نمایاں ہیں جہاں آپ کی تحریرات سے ہزاروں افراد مستفید ہوئے وہیں آپ کی تقریرات سے بے شمار لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی۔

پیشِ نظر کتاب "خطباتِ مفکرِ اسلام" میں آپ کی بیس سے زائد متنوع للاقسام تقاریر کو جمع کیا گیا ہے۔ جو نہایت مؤثر و مفید تقاریر ہیں اُن کے پڑھنے سے معلومات میں اضافہ کے ساتھ ساتھ ایمان کو جلا ملتی ہے قارئین کو اس سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔

نام کتاب : فیشن پرستی اور اس کا علاج

تالیف : پروفیسر حسن سعید

صفحات : ۲۰۸

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : مکّہ کتاب گھر الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔

قیمت : ۹۰/-

اسلام ایک ہمہ گیر اور آفاقی مذہب ہے جس میں شعبہ ہائے زندگی سے متعلّق پیش آنے والی تمام ضروریات کی طرف مکمّل رہنمائی کی گئی ہے، اسلام کی رہنمائی میں چاہیے تو یہ تھا کہ ہم دوسروں کے لیے نمونۂ عمل بنتے اور غیر اقوام کو اپنی طرف کھینچتے لیکن افسوس صد افسوس کہ ہمارا طرزِ زندگی اس قدر بدل گیا کہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچنے کے بجائے ہم خود دوسروں کی طرف دیکھنے لگ گئے اُن کی تہذیب اُن کی ثقافت اُن کا کلچر اُن کا فیشن ہمیں اچھا لگنے لگا جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ معاشرہ سے سماجی اور اخلاقی معیار ختم ہوگیا رواداری اور محبت جاتی رہی اخلاص و ایثار مٹ کر رہ گیا۔ اور اِن کی جگہ مختلف بُرائیوں نے لے لی۔ اِن بُرائیوں کا سدِّباب کیوں کر ہوسکتا ہے؟ اس کے جواب کے لیے زیرِ تبصرہ کتاب "فیشن پرستی اور اس کا علاج" کا مطالعہ ضروری ہے اس کتاب میں لائق مصنّف نے معاشرہ میں فیشن کے نام سے پھیلنے والی ایک ایک بُرائی کا بڑی دلسوزی کے ساتھ تذکرہ کر کے اس کا شافی علاج بتلایا ہے۔ اپنے موضوع پر نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اسلوبِ بیان ناصحانہ ہے جس میں سوز و گداز پایا جاتا ہے۔ عوام کے لیے اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

نام کتاب : تقریر سیکھیے

افادات : حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نذیری

صفحات : ۳۱۲

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : طیّب اکیڈمی بیرون لوہر گیٹ ملتان

قیمت

مولانا جمیل احمد نذیری ہندوستان کے مستند اور جیّد عالمِ دین ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقریر کا عمدہ سلیقہ عطا فرمایا ہے۔ زیرِ نظر کتاب "تقریر سیکھیے" میں پچاس سے زائد دینی موضوعات پر آپ کی اصلاحی تقاریر کو جمع کیا گیا ہے۔ دینی مدارس کے طلباء، ائمہ مساجد اور خطباء و مبلّغین کے لیے یہ کتاب نہایت قیمتی سرمایہ ہے۔

وفیات

جامعہ مدنیہ جدید کے ناظم جناب مولوی یعقوب صاحب کی خوشدامن صاحبہ وسط اگست میں طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ مرحومہ پابند صوم و صلٰوۃ اور نیک خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرماکر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

٭

جامعہ مدنیہ جدید کے خیر اندیش جناب عبدالحکیم صاحب کے والد گرامی ۱۹ر اگست کو عارضہ قلب کی مختصر علالت کے بعد شیخوپورہ میں انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت نیک اور بردبار شخص تھے اُن کی وفات پُورے کُنبہ کے لیے بہت بڑا سانحہ ہے ادارہ اُن کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماکر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

٭

حضرت اقدس بانیٔ جامعہ جدید کے پُرانے عقیدت مند جناب اقبال صاحب (سائیکل والے) کی والدۂ محترمہ طویل علالت کے بعد ۱۷ر اگست کو وفات پاگئیں مرحومہ بہت عبادت گزار اور دُعاگو خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے جناب اقبال صاحب اور اُن کے تمام برادران کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

٭

بانیٔ جامعہ جدید کے پُرانے عقیدت مند جناب الحاج عبدالرشید صاحب (مکہ پریس) کی خوشدامن صاحبہ گزشتہ ماہ ۲۵ر اگست کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ طویل عرصہ سے مختلف اور مہلک بیماریوں میں مُبتلا تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی تکالیف کو کفّارۂ سیئات بنائے اور مغفرت فرماکر بلند درجات عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

٭

ان کے علاوہ جامعہ کے قدیم فاضل مولوی فاروق صاحب جھنگ میں اور مولانا احمد سعید صاحب لدھیانوی

کے جواں سال صاحبزادے کینسر کے سبب لاہور میں اور جناب وسیم اور ندیم صاحبان کی والدہ محترمہ طویل علالت کے بعد وفات پاگئے۔

اللہ تعالیٰ سب ہی کی مغفرت فرماکر آخرت کی راحتوں سے نوازے۔ جملہ مرحومین کے لیے جامعہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں ایصالِ ثواب اور دُعاء مغفرت کرائی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

*

ماہ ناہ ''الرشید'' کے مشہور کالم

واردات و مشاہدات

اور

شخصیات، تاثرات، وفیات

کے متعلق ضخیم اور دلچسپ کتاب ان شاء اللہ ستمبر کے شروع میں آرہی ہے صفحات تقریباً ۷۵۰ کمپیوٹرائزڈ کتابت، طباعت، عمدہ کاغذ

قیمت تین صد روپے

آج ہی خط لکھئے دو صد روپے منی آرڈر کیجئے رجسٹرڈ و ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

مکتبہ رشیدیہ ۲۵۔ لوئر مال لاہور

Ph: 7111899

یا اللہ مدد

خانقاہ **حبیبیہ نقشبندیہ**
اور
دارالعلوم **حنفیہ چکوال** کے
قیام کا 50 واں
سالانہ

روحانی
تربیتی
نقشبندی

اجتماع

مبارک

سہ روزہ
3 4 5
اکتوبر 2001ء
بروز بدھ جمعرات جمعہ

گرہمی خواہی کہ گردی در دو عالم ارجمند
دائما باشی غلام خاندانِ نقشبند

نگاہِ مرشدِ کامل سے عشقِ مصطفےٰ حاصل
خدا کا قرب دیتی ہے محبت پیر خانے کی

مرشدِ عالم محبوب العارفین
حضرت مولانا **پیر غلام حبیب نقشبندی** رحمۃ اللہ
جاری فرمودہ
جانشینِ مرشدِ عالم حضرۃ مولانا
صاحبزادہ **پیر عبدالرحمٰن قاسمی نقشبندی** رحمۃ اللہ

زیرِ سرپرستی

جانشینِ مرشدِ عالم
صاحبزادہ
پیر عبدالرحیم نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

نوٹ
4 اکتوبر بروز جمعرات بعد ظہر
اس بابرکت موقع پر دورۂ حدیث کے طلباء کو
بخاری شریف کا
آخری سبق
پڑھایا جائے گا اور فارغ ہونے والے طلباء کی
دستار بندی
کی جائے گی

اختتامی دعا
بعد نماز جمعہ

برادرانِ سلام! دُنیوی و رُوحانی زندگی کی تعمیر، تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کے لیے اولیاء اللہ کی صحبت اکسیر کا درجہ رکھتی ہے، زندگی کے ان دِنوں کو غنیمت سمجھیں تاکہ ہماری معاشرتی اور رُوحانی زندگی میں اُسوۂ حسنہ کے مطابق تبدیلی آئے اور ہم اپنے آپکو سچا مُسلمان ثابت کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں اور روزِ قیامت حضور علیہ السلام کی شفاعت حاصل کر سکیں

تمام برادرانِ طریقت اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور انفرادی و اجتماعی طور پر اس روحانی تربیتی اجتماع میں شمولیت فرما کر مستفیض ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو (آمین)

الداعی الی الخیر
صاحبزادہ **عبدالقدوس نقشبندی** و خُدام خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ
چکوال پاکستان
فون: (0573) 51570

اخبار و احوال جامعہ مدنیہ (جدید)

محمد آباد رائے ونڈ روڈ لاہور

- ۱۸ رجون ، بعد از عصر قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم تشریف لائے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات ہُوئی اور مختلف اُمور پر گفتگو ہُوئی۔

- ۲۵ رجون ، دوپہر کو جامعہ مدنیہ جدید کے خیر اندیش جناب بھائی آفتاب صاحب کراچی سے تشریف لائے۔ مسجد حامد کی تعمیر اور جامعہ کے تعلیمی نظم ونسق کو دیکھ کر اظہارِ مسرّت فرمایا۔

- ۲ رجولائی صبح ۹ بجے اہلِ سُنّت والجماعت کی سب سے پہلی جہادی تنظیم حرکۃ الجہاد الاسلامی کے امیر حضرت مولانا محمد احمد عمر صاحب مدظلہم ، حرکت کے قائم مقام امیر حضرت مولانا محمد احمد منصور صاحب مدظلہم اور ناظم دعوت جہاد حضرت مولانا سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب مدظلہم ، حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات کے لیے تشریف لائے افغانستان کے حالات ، ایمان افروز جہادی سرگرمیوں اور دیگر اُمور پر دلچسپ گفتگو ہُوئی۔

- ۴ رجولائی ، جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد کے ہال کی شمالی گیلری کا لنٹرڈال گیا فللّٰہ الحمد

- ۱۰ رجولائی جامعہ مدنیہ جدید کے خیر خواہ جناب الحاج عبد الصمد صاحب ڈی آئی خان سے تشریف لائے ایک دن جامعہ میں قیام فرمایا۔

- ۱۲ رجولائی ، جامعہ مدنیہ جدید کے سفیر قاری غلام سرور صاحب انگلینڈ کے سفر پر روانہ ہُوئے۔

- ۲۳ رجولائی ، حضرت اقدس بانی جامعہ رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم عقیدت مند جناب حاجی تاج دین صاحب اور اُن کے صاحبزادے جناب حسام الدین صاحب تشریف لائے۔ جامعہ مدنیہ جدید کے حالات تعمیر و تعلیم پر مسرّت کا اظہار کیا بعد ظہر واپسی ہُوئی۔

- ۲۸ رجولائی ، مناظرِ اسلام حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے برادرِ محترم جناب پروفیسر محمد افضل صاحب ساہیوال سے تشریف لائے۔ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم سے ملاقات فرمائی۔

- یکم راگست ، بعد مغرب جامعہ خیر المدارس ملتان سے قاری محمد اسحاق صاحب مدظلہم تشریف لائے۔ حضرت مہتمم صاحب کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ بعد ازاں واپس تشریف لے گئے۔

○ ۲؍اگست، جمعیت علماء اسلام بنگلہ دیش کے سیکرٹری حضرت مولانا عبیداللہ صاحب اور جمعیت طلباء اسلام کے صدر محی الدین صاحب تشریف لائے حضرت مہتمم صاحب مدظلہم سے ملاقات کے دوران بنگلہ دیش اور پاکستان میں این جی اوز کی مجرمانہ سرگرمیوں، فتنہ عیسائیت اور دیگر احوال پر گفتگو ہوئی۔

○ ۱۹؍اگست، ۱۱ بجے حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم جامعہ کے خیرخواہ جناب عبدالحکیم صاحب کے والد مرحوم کی تعزیت کے لیے شیخوپورہ تشریف لے گئے۔ جامعہ کے خیراندیش جناب احمد شیخ صاحب اور جناب شاکر صاحب ہمراہ تھے۔ جامعہ مدنیہ کے فارغ التحصیل قاری عبدالقادر صاحب کے اصرار پر اُن کے مدرسہ جامعہ تعلیم القرآن سلطانیہ تشریف لے گئے۔ دُعا کے بعد واپسی ہوئی۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(1) مسجد حامد کی تکمیل

(2) طلباء کے لئے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(3) کتب خانہ اور کتابیں

(4) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

(ادارہ)